انوار خطابت

برائے ربیع الثانی

حصۂ چہارم

تالیف

مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدرآباد، الہند

ph.no:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

نام کتاب : انوار خطابت، برائے ربیع الآخر

تالیف : مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : ربیع الثانی 1432ھ، م مارچ 2011ء

تعداد اشاعت : ایکہزار (1000)

قیمت : 35 روپے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر:040-24469996

تزئین وکتابت : محمد عبدالقدیر قادری

پروف ریڈنگ : مولانا حافظ محمد خالد علی قادری، مولانا حافظ شیخ احمد محی الدین رفیع

ملنے کے پتے :

- جامعہ نظامیہ، شبلی گنج، حیدرآباد دکن
- ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد
- ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
- مکتبہ رفاہ عام، گلبرگہ شریف
- تصانیف حضرت بندہ نواز، گیارہ سیڑھی گلبرگہ شریف
- ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجاپور
- دیگر تاجران کتب، شہر ومضافات

...... فہرست ......

عظمت اولیاء کرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......عظمت اولیاء کرام......

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ . صدق اللہ العظیم .

برادران اسلام !ابھی میں نے جس آیت شریفہ کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: انہی کے لئے دنیوی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ کے کلام میں کوئی تبدیلی نہیں! یہی بڑی کامیابی ہے۔

(سورۂ یونس۔64)

اس آیت مبارکہ میں رب العالمین نے اولیاء کرام کی عظمت وشان سے متعلق ارشادفرمایا کہ ان کی دنیااور آخرت ہر دوکوخوشگوار بنادیا گیاہے،رب تبارک وتعالی نے دنیامیں بھی ان کے لئےعظمت وبلندی رکھی ہےاور آخرت میں بھی انہیں شرف وبزرگی سےنوازاہے،اس آیت شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

وأخرج ابن جرير وأبو الشيخ وابن مردويه عن أبى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم فى قوله (لهم البشرى فى الحياة الدنيا وفى الآخرة) قال هى فى الدنيا الرؤيا الصالحة يراها العبد الصالح أو ترى له ، وفى الآخرةالجنة .

......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان بیان فرماتے ہیں ،حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: دنیا کی خوشخبری نیک خواب ہیں؛جنہیں اللہ تعالی کا نیک بندہ دیکھا کرتا ہے یا اس کے حق میں(دوسروں کو)دکھایا جاتا ہے اور آخرت میں خوشخبری سے مراد جنت ہے۔

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور۔سورۂ یونس۔64)

پرہیزگاروں کے لئے کتاب وسنت میں بشارتیں

محترم حضرات!بزرگان دین کی عظمت اوران کی فضیلت کا اندازہ لگائیں کہ رب العالمین نے ان سے محبت کا اظہار فرمایاہے،رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی مقبولیت کو واضح فرمایاہے اوراولیاء کرام کوشخصی طور پربھی ان کی قبولیت کی بشارتیں عطا کی جاتی ہیں ،مبارک خوابوں میں بلنددرجات کی خوشخبریاں دی جاتی ہیں، ان بزرگان دین پر جو سرفرازیاں ہوتی ہیں؛اس کا ذکر فرماتے ہوئے علامہ ناصر الدین بیضاوی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

وهو ما بشر به المتقين فى كتابه وعلى لسان نبيه صلى الله عليه وسلم

یہ وہ خوشخبریاں ہیں جو پرہیزگاروں کو کلام الہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان فیض ترجمان کےذریعہ دی گئیں نیک

وما يريهم من الرؤيا الصالحة وما يسنح لهم من المكاشفات ، وبشرى الملائكة عند النزع. (وَفِي الأخرة) بتلقى الملائكة إياهم مسلمين مبشرين بالفوز والكرامة بيان لتوليه لهم .

خواب اور الہام ومکاشفات کے ذریعہ ان پر سرفرازیاں ہوتی ہیں، ان کے وصال سے پہلے فرشتوں کی جانب سے خوشخبریاں ملتی ہیں، اور آخرت میں فرشتے ان کا استقبال کرتے ہیں، ان کے لئے سلامتی کا سامان مہیا کرتے ہیں اور کامیابی وبزرگی عطا ہونے کی خوشخبری سناتے ہیں۔

(انوارالتنزیل واسرارالتاویل للبیضاوی۔سورۂ یونس۔64)

دنیا میں صالحین کا ذکر، مقبولیت کی دلیل

دنیا میں خوشخبری سے مراد یہ ہے کہ لوگ ان بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں، ان کی شان بیان کرتے ہیں، ہر جگہ ان کا ذکر خیر ہوا کرتا ہے، ان کی عظمتوں کے چرچے ہوتے رہتے ہیں اور آخرت میں ان کے لئے جنت اور اس کی نعمتیں ہیں، چنانچہ علامہ ابوالحسن علی خازن رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کریمہ کی متعدد تفاسیر فرمائی ہیں، ان میں سے ایک تفسیر پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں:

إن المراد بالبشرى في الحياة الدنيا هي الثناء الحسن وفي الآخرة الجنة.

آیت کریمہ میں جس خوشخبری کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد دنیا میں ان کی اچھی تعریف ہے اور آخرت میں اس خوشخبری سے جنت مراد ہے،

(تفسیر الخازن-سورۂ یونس۔64- تفسیر النسفی۔سورۂ یونس۔64)

اس بنیاد پر بندگان خدا بزرگان دین سے عقیدت رکھتے ہیں، ان کی ریاضتوں

اور مجاہدات کو دیکھتے ہیں اور ان سے اپنی زندگی سنوارنے کی فکر کرتے ہیں اور ان کی شان وبلندی کا تذکرہ کیا کرتے ہیں، اس سلسلہ میں صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارک پیش کی جاتی ہے، سماعت فرمائیں:

عن أبي ذر قال قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم أرأيت الرجل يعمل العمل من الخير ويحمده الناس عليه قال تلك عاجل بشرى المؤمن .

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے، آپ نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؛ جو نیک عمل کرتا ہے اور اس عمل پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ مومن کو جلد ملنے والی خوشخبری ہے۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر:6891)

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنٰى هٰذَا الْبُشْرٰى الْمُعَجَّلَةِ لَه بِالْخَيْرِ ، وَهِيَ دَلِيل لِلْبُشْرٰى الْمُؤَخَرَةِ لَه فِي الْاٰخِرَةِ بِقَولِه: بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّات

علماء کرام نے فرمایا کہ جلد ملنے والی خوشی سے مراد ان کے لئے بھلائیوں کی سوغات ہے جو ان کے لئے آخرت میں ملنے والی خوشی کی دلیل ہے، چنانچہ فرمان الہی ہے: آج تمہارے لئے ایسے باغات کی خوشخبری ہے،

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ — جن کے نیچے سے نہریں جاری رہتی ہیں،تم
خَالِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِکَ هُوَ — ان میں ہمیشہ رہوگے ،یہی عظیم الشان
الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ. — کامیابی ہے۔

(سورۃ الحدید۔12)

کائنات پست وبالا میں محبوبین بارگاہ کی مقبولیت

برادران اسلام!اولیاءکرام کودنیامیں یہ جلد ملنے والی خوشی ان کے لئے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کی علامت ہے ،محبت الٰہی کی نشانی ہے ،کیونکہ ان بزرگان دین اور اولیاءکرام کا اپنے مولی کی طرف متوجہ ہوناہی بارگاہ الٰہی میں ان کی مقبولیت کوآشکار کرتاہے،ان کے دل روشن ہوجاتے ہیں،نور سے معمور ہوجاتے ہیں،اسی نورانیت کی برکت ان کے چہروں پربھی نمایاں ہوتی ہے،انوار وتجلیات سے ان کی پیشانی چمکنےلگتی ہے،زہدوتقوی کے آثاران کی زندگی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں،جس کی وجہ سے خلق خدا ان کے قریب ہوتی ہے،ان کی بارگاہوں میں حاضر ہوا کرتی ہے،ان کی شان وعظمت بیان کرتی ہے،محبت ووابستگی کا اظہارکرتی ہے،ان سے فیوض وبرکات حاصل کرتی ہے اور ان کا ذکر خیر کر کے اپنے دامن مراد کو بھر کرسعادتوں سے مالا مال ہوتی ہے ،ان عقیدتوں کا اظہار شخصی فکر کی بنیاد پرنہیں ہوتااورنہ کسی شخص کے پابندکرنے سے ہوتاہے، بلکہ انہیں بارگاہ رب العزت سے اس کی توفیق ہوتی ہے،صحیح بخاری شریف اوراس کے علاوہ دیگرمعتبرکتب حدیث میں روایت موجودہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ — سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت
صلی الله علیه وسلم — نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ — سے روایت کرتے ہیں،حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام
نَادَی جِبْرِیلَ إِنَّ اللّٰهَ — نے ارشادفرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندہ سے محبت کرتا ہے تو
یُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ . — جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ
فَیُحِبُّهُ جِبْرِیلُ ، فَیُنَادِی — سے محبت فرماتا ہے توتم بھی اس سے محبت کرو!توجبرئیل
جِبْرِیلُ فِی أَهْلِ السَّمَاءِ — علیہ السلام اس سے محبت فرماتے ہیں اور حضرت جبرئیل
إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا — علیہ السلام آسمان والوں کوندادیتے ہیں کہ بے شک اللہ
فَأَحِبُّوهُ. فَیُحِبُّهُ أَهْلُ — تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت فرماتا ہے،توتم اس سے محبت
السَّمَاءِ ، ثُمَّ یُوضَعُ لَهُ — کرو!توآسمان والےاس سے محبت کرنے لگتے ہیں،پھر
الْقَبُولُ فِی الْأَرْضِ. — زمین میں اس کی مقبولیت رکھدی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری،حدیث نمبر:3209،صحیح مسلم۔6873،موطاالامام مالک۔1747، مسندالامام احمد۔7840)

حضرات!غورفرمائیں کہ آسمانوں میں ان کے تذکرے ہوا کرتے ہیں، ملأ اعلی میں ان کی شان بیان ہوتی ہے،محبوبین بارگاہ ہونے کی نسبت سے کارکنان قضاوقدر ان سے محبت کرنے لگتے ہیں،فرشتگان الٰہی بھی انہیں اپنا محبوب بنالیتے ہیں اورمحبت کرنے کا یہ سلسلہ وہیں ختم نہیں ہوتا،بلکہ اس کی برکتیں زمین میں نازل کردی جاتی ہیں،ان محبوبین بارگاہ کی محبت خلق خدا کے دلوں میں ڈالدی جاتی ہے،یہی اولیاء کرام کے لئے بشارت اورخوشخبری کا باعث ہے۔

وقت وصال ملائکہ کی بشارتیں

حضرت عطا،حضرت زہری اور حضرت قتادہ نے کلمۂ بشری کی تفسیر اس

طرح کی :

هی نزول الملائكة بالبشارة من الله عند الموت ويدل عليه قوله سبحانه وتعالى :تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورة حم السجدة.30)

اولیاء کرام کے وصال کے وقت بارگاہ الٰہی سے فرشتے خوشخبری لیکر حاضر ہوتے ہیں اور اس پر یہ ارشاد الٰہی دلالت کرتا ہے : ان کے پاس فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ رنجیدہ ہو اور خوش ہو جاؤ اس جنت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(تفسیر الخازن- سورۃ یونس 64-)

مفسرین کرام کی بیان کردہ تفصیلات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اولیاء کرام کی دنیوی زندگی ہو یا اخروی زندگی ہر دو کامیاب ہیں، آخرت میں تو ان کے لئے ابدی شان وبلندی مسلم ویقینی ہے، تاہم پروردگار عالم انہیں دنیا میں بھی خیر وبھلائی' عظمت ورفعت عطا فرماتا ہے۔

اولیاء کرام کی زندگی کا مطالعہ، برکت کا باعث

برادران اسلام! یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم بزرگان دین سے عقیدت کا اظہار اپنی طرف سے نہیں کرتے ، بلکہ رب العالمین نے ان کے عظمت والے بیان کو اپنے مبارک کلام میں ذکر فرمایا ہے، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے پاکیزہ فرامین میں ان کے مقام ومرتبہ کو آشکار فرمایا ہے اور حضرات صحابہء کرام وتابعین ، مفسرین ومحدثین اور فقہاء ومجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی کتب اور تصنیفات میں مکمل دیانت

داری کے ساتھ کتاب وسنت میں کئے گئے ان کے تذکروں کو محفوظ فرمادیا، اسی وجہ سے اسلامی لٹریچر کا ذخیرہ ان بزرگان دین کے تذکروں سے بھرا ہوا ہے، اسلامی لائبریریوں میں مختلف علوم وفنون میں ''تذکرہ'' کا ذکر بطور خاص ملتا ہے، جس میں محض بزرگوں کا تذکرہ، اولیاء کرام کے واقعات اور صالحین امت کے احوال وکیفیات مذکور ہوتے ہیں۔

واقعات اولیاء، ایمانی قوت کا ذریعہ

بندگان خدا ان کے تذکروں کا مطالعہ کرتے ہیں، ان کی مبارک زندگیوں سے سبق حاصل کرکے اپنی دنیا وآخرت کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بزرگان دین کے حالات کا مطالعہ کرنے ،ان کے واقعات سننے اور سنانے سے متعلق حضرت شیخ الاسلام بانئ جامعہ نظامیہ علیہ الرحمۃ والرضوان نصیحت فرماتے ہیں:

پہلے ایمان کو قوی کرنے کی فکر کریں اور اس کی تدبیر یہی ہے کہ بزرگان دین کے حالات بیان کئے جائیں! تاکہ ان کے کمالات کے مقابلے میں اپنے نقص پر نظر پڑے، اور دلوں میں ولولے پیدا ہوں۔ اور بفحوائے آیۂ شریفہ وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ. (سورة هود.120) دل میں کیفیت ثبات پیدا ہو! کیونکہ آدمی اپنے بزرگوں کی اولوالعزمیاں اور فضائل بسمع قبول سنتا ہے اور ان میں جن کو زیادہ عالی مرتبت اور اقران میں ممتاز پاتا ہے ان سے زیادہ محبت ہوتی ہے، ان کے جیسے اخلاق واوصاف حاصل کرنے کی فکر کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عرب وغیرہ میں جب کسی قبیلے کو ابھارنے کی ضرورت ہوتی تو خطباء، شعراء اور لیکچرار ان کے آباء واجداد کی اولوالعزمیاں اور کارنامے بیان کرتے، جس سے قبیلے کا قبیلہ آمادۂ جنگ ہو کر داد شجاعت دیتا، اسی وجہ سے وہ اپنے بزرگوں کے

حالات سن کران کے قدم بقدم چلنے پرآمادہ ہوجاتے اور جان کی بھی پروانہ کرتے ، کیونکہ محبت کا مقتضایہی ہے کہ آدمی پراپنے محبوب کی پیروی آسان ہوتی ہے، اسی طرح اگر واعظین بزرگان اسلام کی اولوالعزمیاں اور کرامات مسلمانوں کے ذہن نشین کیا کریں اوران کے اخلاق وعادات جوان کی ترقیٔ مدارج اور کرامات کے باعث تھے بیان کیا کریں تو بحسب اقتضائے فطرت خود بخود ان کوان اخلاق وعادات پر کاربند ہونے کی رغبت پیدا ہوگی، کم سے کم اس کا اثر اتنا تو ضرور ہوگا کہ اپنے افعال رذیلہ اور ضعف ایمان پرنادم ہونگے اور یہ ندامت بھی کچھ کم نہیں! بلکہ وہی اصل توبہ یا مقدمۂ توبہ ہے۔الحاصل مسلمانوں کے حق میں معجزے اور کرامات کے ذکر سے بہتر کوئی چیز نہیں! ۔

(مقاصدالاسلام، ج7،ص181، 182)

اولیاءاللہ کا تذکرہ؛ بیماری کے لئے مداوا

اولیاءکرام کے حالات وکرامات ، واقعات وحکایات اوران کے تذکروں کی برکت واہمیت واضح کرتے ہوئے حضرت ابوالحسنات سیدعبداللہ شاہ نقشبندی محدث دکن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی محبت اور روشنی قلب کے لئے جس طرح کثرتِ ذکر اور تلاوتِ قرآن مجید کی سالک کے لئے شدید ضرورت ہے اسی طرح حکایات اولیاءاللہ بھی ہمیشہ دیکھتے رہنا ضروری ہے!۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ سالک کے لئے مردانِ راہِ خدا کی حکایت اور روایات سے کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ذکر سے سالک کا ٹوٹا ہوا دل مضبوط ہوکر قوی تر ہوجاتا ہے اوراولیاءاللہ کے ذکر کی برکت سے رحمت الٰہی کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مردانِ خدا کا ذکر سننے سے دو فائدے ہوتے ہیں: ایک تو یہ کہ اگر سالک طالب مولیٰ ہو تو اس کی ہمت اور طلب بڑھ جاتی ہے۔دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص متکبر ہو تو اس کا تکبر کم ہوجاتا ہے اور غرور کا دعویٰ سرے سے نکل ہی جاتا ہے اور اپنی برائی اس کو بُرائی نظر آنے لگتی ہے اور اپنی کور باطنی (باطن کے اندھے پن) سے بھی واقف ہوجاتا ہے۔

(ملخص از: مواعظ حسنہ، ج1،ص132)

دنیا میں اولیاءکرام کی فیض رسانی

چونکہ اولیاءکرام اپنی ساری زندگی مولی تعالیٰ کی بندگی میں بسر کیا کرتے ہیں، عمر رفتہ کا ہر لمحہ اپنے مولیٰ کی یاد ویافت میں گزارتے ہیں، ذکر وفکران کی زندگی کا محبوب مشغلہ ہوجاتا ہے اور اس پر رب تبارک وتعالیٰ ان کی قدردانی فرماتا ہے، ان کے مجاہدوں اور ریاضتوں کا صلہ عطافرماتا ہے،ان پرانوار وتجلیات کی بارش فرماتا ہے۔

بندگان خداان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے ہیں ، فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں اور دنیا کوسنوارنے ،آخرت کوسدھارنے کی فکر لے کران کے در کھٹکھٹاتے ہیں،اس سلسلہ میں قابل اعتبار کتب حدیث کے حوالہ سے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے:

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ أَنَّ نَبِیَّ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -قَالَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا

ترجمہ :حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تم سے پہلے والوں میں ایک شخص نے ننانوے(99) قتل کئے،

فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَاهِبٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ نَفْسًا فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لاَ .فَقَتَلَهُ فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدُلَّ عَلَى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ يَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَإِنَّ بِهَا أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَاعْبُدِ اللَّهَ مَعَهُمْ وَلاَ تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ .فَانْطَلَقَ

پھر وقت کے سب سے بڑے عالم سے متعلق دریافت کیا، تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا اور وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور پوچھا کہ میں ننانوے انسانی جانوں کا قاتل ہوں، کیا میرے لئے توبہ کا کوئی طریقہ ہے؟ راہب نے کہا: تیرے لئے توبہ کی کوئی صورت نہیں! تو اس شخص نے راہب کو قتل کردیا اور سو(100) جانوں کا قاتل ٹھہرا - پھر وقت کے سب سے بڑے عالم سے متعلق دریافت کیا، تو اسے ایک عالم کا پتہ بتادیا گیا اور وہ اس عالم کے پاس گیا اور پوچھا کہ میں سو(100) انسانی جانوں کا قاتل ہوں، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ اس عالم نے کہا: کیوں نہیں! تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان کونسی چیز حائل ہے؟ تم فلاں جگہ چلے جاؤ !وہاں اللہ تعالی کے کچھ برگزیدہ بندے ہیں جو اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف ہوجاؤ اور اپنے وطن واپس نہ آؤ! کیونکہ یہاں برے لوگ رہتے ہیں، وہ شخص روانہ ہوگیا ۔

حَتَّى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ أَتَاهُ الْمَوْتُ ......فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلاً بِقَلْبِهِ إِلَى اللَّهِ .وَقَالَتْ مَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ .فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ .فَقَاسُوهُ فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ .

ابھی وہ راستہ میں ہی تھا کہ پیام اجل آ گیا، وقت اخیر جب اس میں چلنے کی طاقت نہ رہی تو وہ اپنے سینہ کے بل صالحین کرام کی بستی کی طرف بڑھنے لگا، یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوگیا، رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم بحث ہونے لگی کہ اس کی روح کون لے جائے گا ۔رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ شخص صدق دل سے توبہ کرکے اللہ کی رضا کی خاطر آ رہا تھا ۔عذاب کے فرشتوں نے کہا :اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا، ایسے میں ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اپنا فیصلہ اس کے حوالہ کردیا، اُس فرشتہ نے کہا کہ زمین کی پیمائش کرو، یہ جس بستی کے قریب ہو اُسے ان ہی میں شمار کرلو (اگر صالحین کی بستی کے قریب تھا تو رحمت کا مستحق ہے اور اگر گنہگاروں کی بستی کے قریب تھا تو اسے عذاب کے فرشتے لے جائینگے) زمین کی پیمائش کی گئی تو نیک لوگوں سے اس کا فاصلہ قریب نکلا، لہٰذا رحمت کے فرشتے اس کی روح لے گئے۔

صحیح بخاری شریف کی روایت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے صالحین سے قریب والی زمین کو حکم فرمایا کہ وہ قریب ہوجائے اور گنہگاروں سے قریب والی زمین کو حکم

فرمایا کہ دور ہو جائے۔

(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر -3470 : صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل وإن کثر قتلہ . حدیث نمبر-7184 : ،سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر -2720 : مسند الامام احمد، حدیث نمبر -11453 : مصنف ابن ابی شیبہ، ج 8 :ص -109 :السنن الکبری للبیہقی ، ج8:ص -17:المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر -16229 :شعب الایمان للبیہقی ، حدیث نمبر: 6800 مسند ابی یعلی ، حدیث نمبر-997 : صحیح ابن حبان ، حدیث نمبر-613 :جامع الاحادیث للسیوطی، حدیث نمبر- 7852 :الجامع الکبیر للسیوطی، حدیث نمبر -1202 : کنز العمال، حدیث نمبر -10157 :زجاجۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبۃ)

محشر میں اولیاء کرام کے لئے اعزاز

محترم حضرات !اولیاء کرام کی رفعت ومنزلت کا یہ عالم ہے کہ جو شخص ان کے قرب میں ہوتا ہے، اس پر بھی ان کی نسبت سے سرفرازیاں ہوتی ہیں، ان کی وابستگی کے سبب نوازا جاتا ہے۔رب العالمین نے دنیا میں اولیاء کرام کو شان عطا فرمائی ہے، روئے زمین پر ان کے لئے مقبولیت کو رکھدیا ہے، چونکہ وہ پروردگار عالم کے محبوب ہوتے ہیں ،اس کے سبب عوام وخواص سبھی ان کے شیدا ہو جاتے ہیں، ان کی تعریف کرنے لگتے ہیں، ان کی عظمتوں کا اظہار کرتے ہیں، ان کی بارگاہوں میں حاضری دیتے ہیں، ان کی صحبت بافیض سے مشرف ہوا کرتے ہیں، عالم دنیا میں تو ان کی یہی کیفیت رہتی ہے اور آخرت میں بھی وہ بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ رہیں گے، اللہ رب العزت ان پر اپنی خصوصی عنایات فرمائیگا ، ان پر انوار وتجلیات کا پیہم نزول فرمائیگا، محشر کا خوف ان سے اٹھالیا جائیگا اور پروردگار کے اس انعام پر وہ نہایت مسرتوں میں رہیں گے، جیسا کہ سنن ابوداود میں حدیث پاک ہے:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِیَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ یَغْبِطُهُمُ الأَنْبِیَاءُ وَالشُّهَدَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى .قَالُوا یَا رَسُولَ اللَّهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ .قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَیْرِ أَرْحَامٍ بَیْنَهُمْ وَلاَ أَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ لاَ یَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلاَ یَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ .وَقَرَأَ هَذِهِ الآیَةَ (أَلاَ إِنَّ أَوْلِیَاءَ اللَّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلاَ هُمْ یَحْزَنُونَ)

ترجمہ:سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :بے شک اللہ تعالی کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں نہ وہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء، بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے انبیاء وشہداء ان کی تعریف کریں گے ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا :یا رسول اللہ !وہ کون حضرات ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :وہ لوگ محض اللہ کی رحمت و عنایت کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، نہ تو آپسی رشتہ داری کی بناء پر اور نہ مالی لین دین کی وجہ سے۔اللہ کی قسم !یقیناً ان کے چہرے حد درجہ نورانی ہوں گے اور وہ نور (کے منبروں) پر ہوں گے ، جب لوگ ڈر رہے ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہوگا، جب لوگ غمزدہ ہوں گے یہ غمگین نہ ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

ترجمہ :یقیناً اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

(سنن ابی داود شریف ج2 ص495 باب فی الرھن حدیث نمبر 3528)

یہ حدیث شریف مشکوۃ المصابیح ج 2 ص 426 اور زجاجۃ المصابیح ج 4 ص 103 اور اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب احادیث شریفہ میں موجود ہے: مستدرک للحاکم، مسند الامام احمد، شعب الایمان للبیہقی، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ابن عساکر، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم- اور ابن مردویہ کے حوالہ سے کنز العمال شریف میں آٹھ سے زیادہ مرتبہ آئی ہے۔ (کنز العمال ج 9 ص 6 تا 9 ص 97) الترغیب والترھیب میں دو مرتبہ (ج 4 ص 12 ج 4 ص 11) جامع الاحادیث والمراسیل میں تین (3) مرتبہ (ج 1 ص 330) ج 3 ص 152 ج 18 ص-248 مجمع الزوائد میں ایک مرتبہ (باب المتحابین فی اللہ عزوجل) مسند الحارث میں ایک مرتبہ (ج 2 ص 993)

اولیاء اللہ کے لئے نور کے منبر ہوں گے

محدث دکن حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجۃ المصابیح میں (ج 4 ص 103) بحوالہ ترمذی "لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء" کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ یعنی ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے، انبیاء وشہداء ان کی تعریف کریں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن ان کا لباس بھی نورانی ہوگا۔ جیسا کہ کنز العمال ج 9 ص 8 میں مسند امام احمد کے حوالہ سے ایک طویل حدیث پاک ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں:

یضع اللہ لھم یوم القیامۃ منابر من نور فیجلسون علیھا و ان ثیابھم لنورو وجوھھم نور.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے لئے نور کے منبر رکھے گا تو وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے یقیناً ان کا لباس بڑا نورانی ہوگا اور. ان کے چہرے بھی نورانی ہوں گے۔

غرض یہ کہ اللہ کے محبوب ومقرب بندے قیامت کے دن مسرتوں میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی عطاؤں اور سرفرازیوں پر شاداں وفرحاں رہیں گے، ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے۔ ان کا لباس نورانی ہوگا اور ان کے چہرے پرنور ہوں گے۔

بلا حساب جنت میں داخلہ

کرم بالائے کرم رب قدیر کا یہ ہوگا کہ ان خاصان خدا کو فردوس بریں کی خوشخبری سنائی جائیگی، میدان حشر کی ہولناکیوں سے انہیں محفوظ کردیا جائیگا، ان سے حساب وکتاب نہیں لیا جائیگا-

صحیح مسلم شریف میں حدیث پاک ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے

(صحیح مسلم، باب الدلیل علی دخول...... حدیث نمبر: 542)

یہ انعام واکرام صرف ان ہی پر منحصر نہ ہوگا، بلکہ ان کی نسبت سے دیگر ایمان والوں پر بھی اس کی برکت ظاہر ہوگی، چنانچہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

......اَبَا اُمَامَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ. صلی الله علیه وسلم. يَقُوْلُ وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَاب

ترجمہ: سید ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت کے ستر (70) ہزار افراد کو بغیر حساب وکتاب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائیگا

مَعَ کُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلاثَ حَثَیَاتٍ مِنْ حَثَیَاتِهِ.قَالَ أَبُو عِیسَی هَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ .

اور ہر ہزار کے ساتھ ستر(70)ہزار لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیگا اور قدرت کے پسوؤں سے تین پسّو لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیگا۔

(جامع الترمذی،حدیث نمبر: 2624)

الغرض بزرگان دین نے مولی تعالی کے ذکر وفکر اور یاد و یافت میں اپنی ساری زندگی صرف فرمادی،ہمیشہ رضاء الٰہی ومحبت حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سرشار رہے اور اپنے وابستگان اور ارادت مندوں کو اسی کی تعلیم وتلقین کرتے رہے،جس طرح انہوں نے دنیا وآخرت کو کامیاب بنایا،اسی طرح بندگان خدا کو بھی صراط مستقیم پر گامزن کرتے ہوئے،ان کی دنیا وآخرت کو سنوارتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا وآخرت میں عزت واکرام،بلندی ورفعت سے نوازا ہے اور ان کے مبارک تذکرہ کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا۔

ٹھرا کفارہ گناہوں کا جو ذکر اولیاء اور ازقسم عبادت ہے جو ذکر انبیاء

(حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء کرام سے محبت وعقیدت عطا فرمائے اور ان کی صحبت بافیض سے مشرف فرمائے۔

آمین بجاہ سیدنا طه ویس صلی الله تعالی وبارک وسلم علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین والحمد لله رب العالمین.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

......تذکرۂ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ......

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ، وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ،وَعَلٰی مَنْ اَحَبَّھُمْ وَتَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلَی یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَن یُّنِیْبُ.صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

برادران اسلام!ہر انسان کی تخلیق کا مقصد رب العالمین کی عبادت اور اس کی بندگی ہے۔بندگان خدا اپنے مولی کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے عبادت کرتے ہیں،اسے راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں،ہمیشہ اس کی رضا حاصل کرنے کی فکر کرتے ہیں اور پروردگار عالم انہیں دارین میں اس کا صلہ عنایت فرماتا ہے،انہیں اپنی بارگاہ میں اعلی درجات مرحمت فرماتا ہے،اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے اور انہیں مقبول بارگاہ بنا کر منصب ولایت سرفراز فرماتا ہے اور یہ ایسا عظیم منصب ہے جو رب العالمین اولیاء کرام کو ان کی ریاضتوں اور مجاہدات کے صلہ میں عطا فرماتا ہے اور بعض خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جنہیں حق تعالی ریاضت ومجاہدہ کے بغیر ہی اپنی بارگاہ میں مقبول بنالیتا ہے اور درجۂ ولایت پر فائز فرماتا ہے،جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے:

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَن یُّنِیْب

ترجمہ:اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی بارگاہ کے لئے چن لیتا ہے اور جو رجوع ہوتا ہے اسے اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔

(سورۃ الشوریٰ۔13)

محترم حضرات! پروردگار عالم جن اولیاء کاملین ومحبوبین بارگاہ کو بغیر ریاضت ومجاہدہ، محنت ومشقت کے محض اپنی عطاوکرم سے چن لیتا ہے اور اپنا محبوب بنالیتا ہے اور انہیں اپنے خوان کرم سے انعام واکرام سے سرفراز فرماتا ہے، انہی خاصان خدا بزرگ وباعظمت، محبوب ومقرب نفوس قدسیہ میں بے مثال شان والی ہستی محبوب سبحانی، قطب ربانی غوث صمدانی قندیل نورانی ابومحمد محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں خدائے کریم نے اپنی بارگاہ میں خصوصی مقام عطا فرمایا ہے اور آپ کو تمام اولیاء کرام کا سردار اور ان کا پیشوا ومقتدی بنایا ہے اس عطائے الٰہی اور انتخاب خداوندی کے آثار آپ کی ولادت سے قبل ہی ظاہر ہورہے تھے، جیسے جب ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں تو رحمت باراں کے نزول کی خوشخبریاں دیتی ہوئی گزرجاتی ہیں، اسی طرح آپ کی ولادت باسعادت سے قبل خوشخبریاں دی گئیں اور آپ کی ولادت اور محبوبیت سے متعلق نوید مسرت سنائی گئی۔

ولادت باسعادت کی خوشخبری

طبقات کبری، بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، نفحات الانس، جامع کرامات اولیاء، نزہۃ الخاطر الفاتر اور اخبار الاخیار وغیرہ کتب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت کے واقعات اس طرح مذکور ہیں:

محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے والد ماجد حضرت ابوصالح سید موسی جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ کی ولادت کی شب مشاہدہ فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی

مبارک جماعت کے ساتھ آپ کے گھر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے ساتھ اولیاء کرام بھی حاضر ہیں، حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں یہ خوشخبری عطا فرمائی:

"یا ابا صالح! اعطاک اللہ ابنا وھو ولیی و محبوبی ومحبوب اللہ تعالی، و سیکون لہ شان فی الاولیاء و الاقطاب کشأنی بین الانبیاء والرسل.

ترجمہ: اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا فرزند صالح سرفراز فرمایا ہے جو میرا مقرب ہے، وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب ان کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ظاہر ہوگی جو انبیاء اور مرسلین میں میری شان ہے۔

حضرت ابوصالح موسی جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالی علیہ خواب میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے اور سبھوں نے آپ کو یہ بشارت دی کہ تمام اولیاء کرام تمہارے فرزند ارجمند کے مطیع ہوں گے اور ان سب کی گردنوں پر ان کا قدم ہوگا۔

جس رات حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، اس رات جیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں ولادت ہوئی، ان سب کو اللہ تعالی نے لڑکا ہی عطا فرمایا اور وہ ہر لڑکا، اللہ تعالیٰ کا ولی بنا۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی : عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے

کنیت شریفہ : ابومحمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اور القاب مبارکہ : محی الدین، محبوب سبحانی، غوث الثقلین پیران پیر اور غوث اعظم دستگیر وغیرہ ہیں۔

آپ کی ولادت 29 رشعبان المعظم 470ھ، ملک عراق کے ایک قصبہ جیلان، نزد بغداد شریف میں ہوئی۔ اور آپ کا وصال مبارک 9 / 17 ربیع الآخر

561ھ میں ہو،تا ہم دیار ہند میں گیارھویں شریف مشہور ہے۔(ماثبت بالسنۃ۔ص68)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی اور حسینی سادات ہیں، والد ماجد سے سلسلۂ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے اور والدہ ماجدہ کے بتوسط حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے اور آپ کا خانوادۂ عالیہ اولیاء اللہ کا مبارک گھرانہ ہے، آپ کے داداجان، ناناجان، والد ماجد، والدۂ محترمہ، پھوپھی جان، بھائی صاحب اور صاحبزادگان سب باکمال اولیاء کرام میں سے ہیں اور صاحبانِ کرامات عالیہ، مقامات رفیعہ ودرجات عظیمہ ہیں۔

ولادت کے ساتھ ہی ولایت کا اعلان

برادران اسلام! بچپن ہی سے آپ پر ولایت کے آثار نمایاں تھے چنانچہ انتیس (29) شعبان المعظم کو آپ کی ولادت ہوئی اور یکم رمضان المبارک ہی سے آپ نے روزہ رکھا، سحری سے لے کر افطار تک آپ اپنی والدۂ محترمہ کا دودھ نہ پیتے، جیسا کہ آپ کی والدۂ ماجدہ کا بیان ہے کہ میرے فرزند ارجمند عبدالقادر رمضان شریف میں کبھی دن کے اوقات میں دودھ نہ پیتے تھے۔

ایک مرتبہ موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رمضان شریف کا چاند دکھائی نہ دیا، لوگوں نے جب دریافت کیا تو آپ نے کہا کہ میرے لڑکے نے آج دودھ نوش نہیں کیا ہے،

بعد ازاں تحقیقات کرنے پر اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ اُس دن رمضان کی پہلی تاریخ ہی تھی، اس طرح سارے شہر میں یہ بات مشہور ہوگئی:

واشتھر ببلدنا فی ذلک الوقت انہ ولد فی الاشراف ولد لا یرضع فی نھار رمضان

ترجمہ: ہمارے شہر میں اس وقت مشہور ہوگیا کہ سادات گھرانہ میں ایک صاحبزادہ تولد ہوئے ہیں جو رمضان شریف میں دن تمام دودھ نہیں پیتے۔ بلکہ روزہ رکھتے ہیں۔

(طبقات کبری، ج1،ص126، بہجۃ الاسرار۔ص 89، قلائد الجواہر،ص3-نفحات الانس، فارسی،ص 251، جامع کرامات اولیاء، ج،2،ص201، نزہۃ الخاطر الفاتر،ص23، اخبار الاخیار، فارسی،ص23، سفینۃ الاولیاء،ص63)

محترم حضرات! ابھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہی ہوئی تھی کہ رب قدیر نے آپ کی ذات عالی صفات سے فیض کے چشمے بہادئے، خود بھی بارگاہ الٰہی میں تحفۂ بندگی پیش کررہے ہیں اور خلق کثیر کو بھی مولی تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کررہے ہیں، درباطن اس بات کا اعلان کردیا گیا کہ آپ کی ذات کو امت مرحومہ کی رہنمائی کے لئے وجود بخشا گیا ہے اور سارے عالم کے لئے آپ کو مقتدا اور پیشوا بنادیا گیا، گہوارہ میں آپ کے کمال کا یہ عالم ہے کہ آپ کے روزہ کو دیکھ کر لوگ روزہ رکھ رہے ہیں، آپ کی عبادتوں سے سلیقہ حاصل کرکے اپنی عبادتوں کو کامل بنارہے ہیں، تو جس وقت آپ باضابطہ منصب رشد وہدایت پر متمکن ہوکر مخلوق کی رہنمائی فرماتے تو فیض رسانی کا کیا عالم ہوتا ہوگا؟

حضرت غوث پاک کی ولایت

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا، آپ کو کب سے معلوم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

انا ابن عشر سنین، میں دس (10) سال کا لڑکا تھا

فی بلدنا اخرج من دارنا و اذهب الى المكتب فارى الملائكة عليهم السلام تمشى حولى، فاذا وصلتُ الىٰ المكتب سمعت الملائكة يقولون ":افسحوا لولى الله!حتى يجلس".

کہ اپنے شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا تو میں اپنے اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھا کرتا، اور جب مدرسہ پہنچتا تو میں انہیں یہ کہتے ہوئے سنتا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کے لئے راستہ فراہم کرو! یہاں تک کہ وہ تشریف رکھیں"

(بہجۃ الاسرار،ص21، قلائدالجواہر،ص9، اخبارالاخیار، فارسی،ص22،سفینۃ الاولیاء، ص63)

قلائدالجواہر میں منقول ہے کہ:

قال رضی الله عنه : لماكنت صغيرا فی المكتب كان يأتينی فی كل يوم ملک لا اعرف انه ملک علی صورة بنی آدم يوصلنی من دارنا الى المكتب وكان يأمر الصبيان أن يوسعوا لی فی المجلس ويجالسنی حتى انصرف الى دارنا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں صغرسنی کے عالم میں مدرسہ کو جایا کرتا تھا تو روزانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور مجھے مدرسہ لے جاتا، اورلڑکوں کو حکم دیتا کہ وہ میرے لئے مجلس کشادہ کریں،خود بھی اس وقت تک میرے پاس بیٹھا رہتا یہاں تک کہ میں اپنے گھر واپس آتا، میں اس کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا کہ یہ فرشتہ ہے۔

فسألته يوما، من تكون؟ فقال : انا ملک من الملائكة عليهم السلام ارسلنی الله تعالىٰ اليک اكون معک مادمت فی المكتب.

ایک روز میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تواس نے جواب دیا۔میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اس وقت تک مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہا کروں جب تک کہ آپ وہاں تشریف فرمارہیں۔

(قلائدالجواہرص،135،134)

بہجۃ الاسراراورقلائدالجواہر میں منقول ہے:وقال رضی الله عنه: كنت صغيرا فی اهلی ، كلما هممت أن العب مع الصبيان اسمع قائلايقول لی الی يا مبارک، فاهرب فزعاً منه والقی نفسی فی حجر امی. حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب کبھی میں ساتھیوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں غیب سے کسی کہنے والے کی آواز سنا کرتا "اے برکت والے،تُم میرے پاس آجاؤ!تو میں فوراً والدہ ماجدہ کی گود میں چلاجاتا -(بہجۃ الاسرار،ص 21۔ قلائدالجواہر،ص9،اخبارالاخیار،مترجم،ص51)

حضرات !آپ کی شان وعظمت دیکھیں! آپ کو بچپن ہی سے رجوع الی اللہ کی فکر دیجارہی ہے، دنیااوراس کی رنگینیوں سے آپ کی حفاظت کی جارہی ہے کہ آپ کا منصب دنیا میں منہمک ہونانہیں، بلکہ دنیاداروں سے دنیوی افکار کونکال کر مولی کے ذکر وفکر اوراس کی یاد میں مشغول کرنا اوران کے تاریک دلوں کو انوار وتجلیات سے منور کرنا ہے۔

علم دین حاصل کرنے کا اشارہ

حضرت شیخ محمد بن قائد الاوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

قال کنت صغیرا فی بلدنا فخرجنا الی السواد فی یوم عرفة وتبعت بقرة حراثة فالتفتت الی بقرة وقالت: یا عبدالقادر ! مالهذا خلقت، فرجعت فزعا الی دارنا وصعدت الی سطح الدار، فرأیت الناس واقفین بعرفات، فجئت الی امی وقلت لها: هبینی لله عزوجل، وائذنی لی فی المسیر الی بغداد، اشتغل بالعلم وازور الصالحین فسألتنی عن سبب ذلک فأخبرتها خبری فبکت

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ بچپن میں مجھے ایک دفعہ حج کے ایام میں جنگل کی طرف جانے کا اتفاق ہوا اور میں ایک گائے کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا، اچانک اُس گائے نے میری طرف دیکھ کر کہا" :اے عبدالقادر ! تمہیں اس قسم کے کاموں کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا!، میں متفکر ہوکر لوٹا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو میں نے میدان عرفات کا مشاہدہ کیا لوگ وہاں وقوف کئے ہوئے ہیں۔ یہ سارا واقعہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اور اجازت طلب کی:اے مادر مہربان! آپ مجھے اللہ تعالی کی خاطر وقف کردیں اور مجھے سفر بغداد کی اجازت مرحمت فرمائیں، تاکہ میں علم دین حاصل کروں صالحین کی زیارت کرتا رہوں اوران کی صحبت میں رہوں۔ والدہ ماجدہ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا؟ میں نے سارا واقعہ عرض کیا تو آپ کی مبارک آنکھوں میں آنسو آ گئے

......واذنت لی فی المسیر وعاهدتنی علی الصدق فی کل احوالی.

اور مجھے بغداد جانے کی اجازت عطا فرمائی، اور یہ نصیحت کی کہ میں ہر حال میں راست گوئی اور سچائی کو اپناؤں۔

(قلائد الجواہر فی مناقب عبد القادر۔ 8/9)

برادران اسلام! حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدۂ ماجدہ کی خدمت میں جو معروضہ کیا ہے اس میں ہمیں کئی نصیحتیں ملتی ہیں، اس کمسنی کے عالم میں آپ کا حصول علم کیلئے گھر بار کو چھوڑ دینا، والدہ محترمہ اور عزیز بھائی سے دوری اختیار کرنا، وطن مالوف سے دور کوچ کر جانا، محض اخلاص وتوکل کی اساس پر بغداد شریف کا سفر کرنا اور سب سے اہم یہ بات ہے کہ حصول علم کے ساتھ ساتھ بزرگوں کی ہمنشینی کو مطمح نظر بنانا، اولیاء کرام اور صالحین کے دیدار کی تڑپ اور ان کی صحبت کو مدنظر رکھنا، یہ سب ایسے امور ہیں جو ہماری فکر ونظر کو شعور وآگہی اور عقل وخرد کو احساس وروشنی بخشتے ہیں۔

ہمارے لئے مقام غور ہے کہ دین ودنیا کی ترقی صرف حصول علم ظاہری پر منحصر نہیں ہوتی، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ صالحین کی قربت اور بزرگوں کی صحبت انسانیت کیلئے نقطۂ کمال ہوا کرتی ہے، سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے سفر بغداد کے سلسلہ میں حصول علم کے ساتھ ساتھ بزرگان دین کی زیارت کو اپنا نصب العین بنایا اور یہ اہل حق کی ابتداء ہی سے فطرت رہی کہ وہ صالحین کی قربت اور صحبت کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

ریاضتیں اور مجاہدے

سرکار پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ابتدائے جوانی میں مجھ پر نیند غالب آتی تو میرے کانوں میں یہ آواز آتی :اے عبدالقادر ! ہم نے تجھ

کوسونے کے لئے پیدا نہیں کیا۔(بہجۃ الاسرار،ص21،سفینۃ الاولیاء،ص63)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز تک شہر کے ویران اور بے آباد مقامات پر زندگی بسر کرتا رہا،نفس کو طرح طرح کی ریاضت اور مشقت میں ڈالا،پچیس (25) برس تک عراق کے بیابان جنگلوں میں تن تنہا پھرتا رہا ، چنانچہ ایک سال تک میں ساگ گھاس وغیرہ سے گزارا کرتا رہا اور پانی مطلق طور پر نہ پیا، پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا، پھر تیسرے سال میں نے صرف پانی پر ہی گزارا کیا، کچھ بھی نہیں کھاتا تھا، پھر ایک سال تک نہ ہی کچھ کھایا، نہ پیا اور نہ ہی سویا۔(قلائدالجواہر،ص10۔11)

چالیس سال عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز ادا فرمانا

اخبارالاخیار،ص40،قلائدالجواہر،ص76 میں مذکور ہے:

وقال ابو الفتح الهروی : خدمت سيد ی الشيخ عبدالقادر رضی الله عنه اربعين سنة ، فكان فی مدتها يصلی الصبح بوضوء العشاء :

حضرت ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں چالیس (40) سال تک رہا اور اس مدت کے دوران میں نے آپ کو ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

(اخبارالاخیار مترجم،ص40،قلائدالجواہر،ص76۔)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہ سال رات بھر میں ایک قرآن پاک ختم کرتے رہے۔(اخبارالاخیار مترجم،ص40 جامع کرامات اولیاء)

ان مجاہدات اور سرفرازی نعمت کا اظہار بذات خود آپ نے اس طرح فرمایا:

حضرت شیخ ابوعبداللہ نجار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا : میں نے بڑی بڑی سختیاں اور مشقتیں برداشت کیں اگر وہ کسی پہاڑ پر گزرتیں تو وہ پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔(قلائدالجواہر،ص10۔)

حضرت غوث اعظم سیدالاولیاء

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ ارشاد فرمایا:

"قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله

"میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے،

اولیاء کرام نے آپ کے اس ارشاد کو سماعت کیا اور اپنے اپنے مقامات سے ہر ولی نے اس ارشاد کو قبول کیا اور سر تسلیم خم کیا، چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا ادب بجالایا کہ اس ارشاد کے وقت آپ خراسان کی پہاڑیوں کے غاروں میں مجاہدے اور ریاضتوں میں مشغول تھے، آپ نے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعلان سنتے ہی اپنا سر مبارک زمین پر رکھ دیا اور زبان حال سے عرض کیا: حضور والا گردن پر کیا بلکہ میرے سر پر آپ کا مبارک قدم ہے۔وضع راسه علی الارض و قال بل علی راسی۔(تفریح الخاطر۔شمائم امدادیہ۔لطائف الغرائب للشیخ امیر محمد الحسینی)

خواجۂ خواجگاں، شاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد مبارک کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: گردن ہی نہیں آپ کا قدم مبارک میری آنکھوں اور بصیرت پر ہے۔علی عینی و علی بصیرتی۔(تفریح الخاطر)

غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ امام محمد انوار اللہ فاروقی بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے مقاصد الاسلام، حصۂ ہشتم میں ایک عنوان "غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سلطنت " قائم فرمایا اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت اس طرح نقل فرمائی "دائرۃ المعارف میں معلم بطرس بستانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: میری ایک لڑکی گھر کے چھت پر چڑھی تھی، وہاں سے وہ غائب ہوگئی ! آپ نے فرمایا کہ آج رات تم محلّہ کرخ کے ویرانہ میں جاؤ اور پانچویں ٹیلہ کے پاس بیٹھو اور زمین پر یہ کہتے ہوئے ایک دائرہ اپنے اطراف کھینچ لو کہ (**بسم اللہ علی نیۃ عبد القادر**) جب اندھیرا ہوجائے گا تو جن کی ٹکڑیاں مختلف صورتوں میں تم پر گزریں گی، ان کی ہیبت ناک صورتوں کو دیکھ کر ڈرنا نہیں، صبح کے قریب ان کا بادشاہ ایک بڑے لشکر میں آئے گا اور تم سے پوچھے گا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ تو کہہ دینا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے، اور اس وقت لڑکی کا واقعہ بھی بیان کردو !اس شخص نے اس مقام پر جاکر حکم کی تعمیل کی اور کُل واقعات وُقوع میں آئے، جب بادشاہ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھیجا ہے، یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور زمین بوسی کرکے دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور اس کی حاجت دریافت کی، جب اس نے اپنی لڑکی کا واقعہ بیان کیا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جس نے یہ کام کیا ہے فوراً اسے پکڑ کے لاؤ! چنانچہ ایک سرکش جن لایا گیا، جس کیساتھ میری لڑکی بھی تھی، حکم دیا کہ اس سرکش کی گردن ماردی جائے، اور لڑکی کو میرے حوالہ کرکے رخصت ہوگیا"۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ کرامت نقل فرماکر حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں "اس سے جنوں کے علم کا بھی حال معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ تو کرخ میں کھینچا گیا اور مسافت بعیدہ پر بادشاہ کو خبر ہوگئی کیونکہ رات بھر چل کر قریب صبح اس دائرہ کے پاس پہنچا جو صرف حضرت شیخ کی نیت سے کھینچا گیا تھا، اور اس سے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ کے تصرف کا حال بھی معلوم ہوگیا کہ جنوں پر آپ کا کیا اثر تھا کہ لکیر جو آپ کی نیت سے کھینچی گئی تھی وہاں بادشاہ بذات خود حاضر ہوا اور زمین بوسی کی- " (مقاصد الاسلام، حصۂ ہشتم، ص169/170:)

برادران اسلام! حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی اس کرامت سے یہ حقیقت بھی آشکار ہورہی کہ جن اور انس ہردو آپ کی ذات عالی سے وابستہ ہیں، اور تابع فرمان ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلاکر دنیاوآخرت کی کامیابی عطافرمائے!

آمین بجاہ سیدنا طٰہ ویس صلی اللہ تعالی وبارک وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......فروغ امن میں اولیاء کرام کا کردار......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. صدق الله العظيم

برادران اسلام !ابھی خطبہ کے بعد میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے؛اس کا ترجمہ سماعت فرمایئے !پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے:اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر وقار کے ساتھ چلتے ہیں،اور جب ان سے جاہل لوگ گفتگو کرتے ہیں تو وہ محض سلامتی کی بات کرتے ہیں۔(سورۃ الفرقان۔63)

اس آیت ربانی میں رب العالمین اپنے خصوصی شان والے بندوں کا تذکرہ فرما رہا ہے کہ وہ روئے زمین پر نہایت عمدگی،سکینت ووقار کے ساتھ چلتے ہیں اور جب کبھی ان کے ساتھ کوئی سخت کلامی سے پیش آتا ہے تو وہ سلامتی کی بات کرتے ہیں اور برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے، بلکہ اچھائی کیساتھ پیش آتے ہیں،وہ ظلم کا جواب ظلم سے نہیں دیتے،ظلم کرنے والے کو معاف کرتے ہیں،اپنے کردار سے اسے امن وسلامتی کا پیغام دیتے ہیں،کوئی دہشت وبربریت بپا کر رہا ہے تو اس کے جواب میں اسے

دہشت میں مبتلا نہیں کرتے، بلکہ اسے راحت ورحمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی علیہ الرحمہ سورۂ فرقان کی آیت نمبر:63 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال مجاهد يعني سدادا من القول مايسلمون فيه من الايذاء والاثم كذا قال مقاتل بن حبان قال الحسن لوجهل عليهم جاهل حملوا ولم يجهلوا

ترجمہ:حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:اس سے مراد ایسی درست گفتگو جس میں وہ تکلیف پہنچانے اور گناہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔حضرت مقاتل بن حبان نے بھی اسی طرح فرمایا ہے، حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اگر کوئی ناداں ان سے نامناسب گفتگو کرتا ہے تو وہ تحمل وبرداشت سے کام لیتے ہیں اور جہالت اختیار نہیں کرتے۔

(التفسير المظهری ج7ص46،انوار التنزيل واسرارالتاويل للبيضاوى، سورة الفرقان۔63، مدارك التنزيل وحقائق التاويل للنسفى، سورة الفرقان۔63)

اسی حکم خداوندی کے پیش نظر حضرت ابوالحسنات محدث دکن علیہ الرحمہ نصیحت فرماتے ہیں:جب کوئی جاہل جہالت سے آپ کو ستانے لگے یا ایذا رسانی کے درپے ہوجائے تو ایسے جاہلوں کے ساتھ جاہل بن کر مقابلہ نہ کرو! بلکہ یہ معاملہ حق تعالیٰ سے رجوع کردو۔(مواعظ حسنہ،ج1،ص206)

یہ ایمان والوں کا شیوہ بتایا گیا، بالخصوص اولیاء کرام اور صالحین ان آیات کا خصوصی مصداق ہیں، انہوں نے کس طرح سلامتی کا پیغام دیا، برائی کا کس طرح سدّ باب کیا اور ان پر کئے جانے والے جور وجفا کا کس عمدگی سے جواب دیا،اور فروغ امن

وسلامتی کیلئے کتنی عظیم قربانیاں انجام دیں، اس کے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں؛ تاکہ اس کے سننے کے بعد ہم اپنی زندگی میں ان سبق آموز واقعات کو جاری کرنے کی کوشش کریں، خود بھی خیر وبھلائی حاصل کرنے والے بنیں اور دوسروں کے لئے بھی چین وسکون کا سامان مہیا کرنے والے ہوجائیں۔

اسلامی قوانین امن وسلامتی کے آئینہ دار

یہ بات بھی واضح ہوجائے کہ ہمارے دین کا نام اسلام ہے اور اس دین کے ماننے والوں کو مسلمان کہا جاتا ہے اور یہ الفاظ سلامتی کے معنی دیتے ہیں؛ دین اسلام کے نام اور اس کے ماننے والوں کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کی تعلیمات میں لوگوں کے لئے سراسر حفاظت وسلامتی اور امن وامان ہے، یہ دین اسی کی تعلیم دیتا ہے اور اس دین کے ماننے والے بھی امن وسلامتی کے پیامبر ہوتے ہیں، ان کے گفتار وکردار میں سلامتی ہوتی ہے، ان کی نشست وبرخاست میں سلامتی ہوتی ہے، ان کے رہن سہن میں سلامتی ہوتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہیکہ اسلام امن' سلامتی اور بھائی چارگی کا دین ہے، جو ساری مخلوق کیلئے خیرخواہی اور بھلائی کا درس دیتا ہے، اسلام ہی نے انسانیت کو اس کا مقام و مرتبہ بتایا اور اسے انسان ہونے کی حقیقی شناخت کروائی، اسے عدل وانصاف کا پیغام دیا ، برابری ومساوات کی تعلیم دی اور اخوت ومحبت کا درس دیا۔ انسانیت کی کامیابی اس میں نہیں کہ وہ دنیا اور اسکی دولت سمیٹ لے، ایک انسان کی کامیابی اس میں نہیں کہ وہ اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کروائے ، دوسروں کے حقوق پامال کرکے جائیدادیں ، مال ودولت اور عزت وشہرت حاصل کرے، بلکہ انسانیت اگر امن چاہتی ہے تو اسلام کے زرین اصول اور اس کے آفاقی قوانین پر عمل پیرا ہوکر ہی امن ونجات حاصل کرسکتی ہے، صلاح وفلاح

پاسکتی ہے اور کامیابی کی راہ پر گامزن رہ سکتی ہے۔

یہ دین امن وآشتی، چین وشانتی کا دین ہے اور اس دین کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رسول کریم ہیں، رؤف ورحیم ہیں' شفیق ومہربان ہیں، ان کی تعلیم امن اور صلح کی تعلیم ہے، رواداری اور غمگساری کی تعلیم ہے، انسانیت اور شرافت کی تعلیم ہے، جو مخلوق خدا کے لئے سب سے بہتر نمونہ ہیں۔

اولیاء کرام قرآن کریم اور حدیث شریف کی ان تعلیمات پر بخوبی عمل کرنے والے ہیں اور لوگ ان حضرات کی عالی خدمات ومبارک توجہات کی وجہ سے تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہوتے ہیں' ان کی ہمنشینی اختیار کرکے باعمل ہوجاتے ہیں اور ان کے واقعات سننے سے بندۂ مومن کو استقامت حاصل ہوتی ہے، جذبۂ ایمانی عروج پاتا ہے ، اسلامی تعلیمات پر قدم جم جاتے ہیں، اسے نیک عمل کا سلیقہ حاصل ہوتا ہے اور وہ حسن اخلاق کا عادی ہوجاتا ہے۔

اولیاء کرام کے آستانے محبت ورواداری کے مراکز

حضرات صحابۂ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالی عنہم کتاب وسنت کے سنہری اصول وقوانین کو روبہ عمل لاتے رہے، اولیاء کرام نے اسی مشن کو جاری رکھا' دنیا کے ہر خطہ میں اسلام کے پیغام امن وسلامتی کو مسلسل فروغ دیا اور ان بزرگوں نے عوام کے ساتھ ہمدردی وغمگساری کی، ان کے دکھ درد میں شریک رہے، خدمت خلق کے مثالی نمونے پیش کئے اور تصوف کو انفرادی طور پر محض ایک روحانی تجربہ نہیں قرار دیا، بلکہ انہوں نے اسے محبت اور رواداری کی ایک عالمگیر تحریک بنادی، یہی سبب ہے کہ آج اولیاء کرام کی بارگاہیں اور آستانے عالم کے ہر گوشہ میں موجود ہیں، ہر قوم ومذہب کے افراد وہاں عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں، سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین

چشتی اجمیری غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر میں پڑاؤ ڈالا اور وہیں رہائش اختیار کی، ایک خدا ترس درویش کا کسی اجنبی شہر میں آکر بس جانا، خود یہ ظاہر کرتا ہے کہ درویش بزرگ کا مسلک امن وسلامتی پھیلانا اور محبت و بھائی چارگی عام کرنا تھا، یہی وجہ ہیکہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا آج بھی حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ووابستگی رکھے ہوئے ہے، حقیقت یہ ہیکہ ان بزرگان دین نے ظلم کے بدلہ رحم وکرم کا برتاؤ کیا اور اپنے دشمنوں کو بھی دعاؤں سے نوازا، ان حضرات نے انتقام کے بجائے احترام کا معاملہ کیا، ان بزرگوں نے ملک گیری اور اقتدار حاصل کرنیکے بجائے قوم وملت کی رواداری اور ان کی دلجوئی فرمائی، دہشت کی آگ کو اخلاق کی ٹھنڈک سے بجھادیا، تعصب کی کڑواہٹ کو انصاف وغیر جانبداری کی مٹھاس سے ختم کردیا۔

اولیاء کرام نے دنیا میں امن وسلامتی کو فروغ دینے کے لئے جو کردار ادا کیا ہے اس کی چند مثالیں یہاں ذکر کرتا ہوں۔

مسلح شخص کو صبر وتحمل کی نصیحت

برادران اسلام! ہمیں تاریخ میں سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسا بھی واقعہ ملتاہے کہ حضرت کے پاس ایک شخص ہتھیار لے کر آیا اور آپ نے اسے بڑی عمدگی سے نصیحت فرمائی اور اس کے دل کو پھیردیا، واقعہ ملاحظہ ہو:

ایک آدمی کو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جماعت خانہ سے چھری کے ساتھ پکڑ لیا گیا، نیت اللہ بہتر جانتا ہے، اس بات کا سلطان المشائخ کو پتہ چلا، آپ نے اسے تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا، پھر خود اسے اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا: تم وعدہ کرو کہ آئندہ کسی کو ایذا نہ پہنچاؤں گا! اس نے وعدہ کیا، حضرت نے حکم دیا کہ اسے اخراجات دئے جائیں!

پھر دشمنی کے بارے میں فرمایا: جفا کو برداشت کرے! بدلہ خدا پر چھوڑ دے۔

پھر فرمایا: جس کسی نے ہمیں رنجیدہ کیا خدا اسے راحت پہنچائے! جو ہمیں بے مدد چھوڑا خدا اس کا یار ومددگار رہو! جو دشمنی کی وجہ سے میری راہ میں کانٹے بچھائے اُس کے گلستان حیات میں جو پھول بھی کھلے وہ بے خار ہوں!۔

پھر فرمایا: کوئی کسی کی راہ میں کانٹے بچھاتا ہے، وہ بھی اس کی راہ میں کانٹے بچھادیتا ہے‘ یہ دونوں ایک جیسے عمل ہیں، انہی کلمات کے دوران فرمایا: عوام کا عمل ایسا ہی ہوا کرتا ہے، لیکن درویشوں میں ایسا نہیں ہے!، درویش اچھوں کے ساتھ اچھے ہیں مگر بروں کے ساتھ برے نہیں!۔ (ملخص از: سیر الاولیاء، ص، 578)

حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گفتار سے بھی امن کا پیغام دیا اور اپنے کردار سے بھی سلامتی کی تعلیم دی، آپ نے اپنی حکمت عملی سے نقضِ امن کرنے والوں کو سلامتی کا پاسدار بنادیا اور دہشت کا ماحول پھیلانے والوں کو راحت رسانی کی طرف مائل کردیا۔ پھر ایسے مبارک جملے ارشاد فرمائے کہ اس کا ہر ہر لفظ امن کی دعوت دے رہا ہے، اس کا ایک ایک کلمہ سلامتی کا پیغام پیش کررہا ہے، کوئی شخص زیادتی کرتا ہے تو اس کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، لیکن حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بدلہ خدا پر چھوڑنے کا حکم دے کر آتش انتقام کو ختم کردیا، کوئی شخص کسی کو غمگین ورنجیدہ کرتا ہو اس کے لئے بھی رنج وغم کا سامان کیا جاتا ہے، لیکن اولیاء کرام نے ایسے مرحلہ میں بھی راحت رسانی کا پیغام دیا، کوئی شخص کسی کو بے سہارا اور بے مدد چھوڑ دے تو اس کے ساتھ اسی طرح کے سلوک کی تمنا وآرزو کی جاتی ہے، لیکن اولیاء کرام نے ایسے شخص کی مدد ونصرت کے لئے دعا کی ہے، دنیا میں کوئی کسی کو تکلیف دیتا ہے تو اسے بھی تکلیف پہنچانے کی فکر کی جاتی ہے، کوئی ہراساں کرتا ہے تو اسے بھی ہراساں کیا جاتا ہے، کوئی براسلوک کرتا ہے تو اس کے ساتھ ویسا ہی

سلوک کیا جاتا ہے، برائی کا جواب برائی سے، تکلیف کا جواب تکلیف سے، حملہ کا جواب حملہ سے دیا جاتا ہے، بلکہ انتقام کے موقع پر یہ فکر دی جاتی ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے، اولیاء کرام نے اپنی گفتار وکردار کے ذریعہ اس فکر کے خلاف امن وسلامتی کا پیغام دیا کہ تکلیف وہراسانی کا جواب لطف ومہربانی سے دیا جائے! بدسلوکی کا جواب خوش اخلاقی سے دیا جائے! بدتمیزی وبدزبانی کا جواب خوش کلامی وشیریں بیانی سے دیا جائے!۔

قتل کے ارادہ سے آنے والا مشرف بہ اسلام ہوگیا

صاحب مرآۃ الاسرار نے سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حکمت سے لبریز واقعہ رقم کیا ہے:

ایک دن ایک سخت دل غیر مسلم خنجر بغل میں چھپا کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کرنے کے ناپاک ارادہ سے آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فراست سے اس کا ارادہ معلوم کرلیا اور اس سے فرمایا کہ خنجر کیوں نہیں چلاتے؟ میری گردن حاضر ہے! یہ سنتے ہی اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا، خنجر نکال کر ایک طرف پھینک دیا اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گرگیا، اس کے بعد اس شخص نے توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ (مرآۃ الاسرار، ص598)

وہ سخت دل شخص آیا تو اس غرض سے تھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زیادتی کی انتہاء کر بیٹھے، لیکن حضرت کی فراست باطنی نے اسے امن کا علمبردار بنادیا اور اسے حلقہ بگوش اسلام کردیا۔

ارشاد باری تعالی ہے: اُتْلُ مَا اُوحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاۃَ اِنَّ الصَّلَاۃَ تَنْھَی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ

(سورۃ العنکبوت 45)

اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں تلاوت قرآن، ادائی نماز کا حکم دیا، اور اہتمام ذکر کی ترغیب دی، انہیں تین مقاصد کی تکمیل کے لئے فرمان الہی کی روشنی میں تین مراکز کا قیام عمل میں لایا گیا، کثرت تلاوت قرآن کے لئے مدارس کی بنیاد ڈالی گئی، باجماعت نماز کی ادائی کے لئے مساجد کی تعمیر کی گئی اور اہتمام ذکر کے لئے خانقاہوں کو فروغ دیا گیا، خانقاہوں میں برے اخلاق اور صفات مذمومہ سے نفس کو پاک کیا جاتا ہے، اور اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ سے مزین کیا جاتا ہے جسکا قرآن کریم نے ہم سے تقاضہ کیا ہے۔

یقیناً اولیاء کرام کی بارگاہیں اور بزرگان دین کی خانقاہیں انسانیت کے لئے عظیم تربیت گاہیں ہیں، یہاں لوگوں کو اچھے اخلاق اور بہترین آداب سکھائے جاتے ہیں، انہیں پیغام سلامتی کا سفیر بنایا جاتا ہے، ان کے ایک ایک عمل پر نظر رکھی جاتی ہے اور ان کی بہر طور اصلاح کی جاتی ہے، بزرگوں کے آستانے روحانی شفاخانے بھی ہیں جہاں بیماروں کو دوا اور دعا دونوں ملتی ہیں، کسی کو تعویذ دی جاتی ہے، کسی کو عمل یا وظیفہ بتایا جاتا ہے اور کسی کے لئے باطنی توجہ کی جاتی ہے، اولیاء کرام کی بارگاہیں ایک ایسا مقام ہے جہاں سماج کے ہر طبقہ کے لوگ آکر ملتے ہیں، ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹتے ہیں، محبت، بھائی چارگی، رواداری اور دردمندی کا سبق سیکھتے ہیں، آپس میں شیر وشکر ہوکر رہتے ہیں، بزرگوں کے آستانے لنگر خانے بھی ہیں، جہاں فقراء، مساکین اور مسافروں کو بروقت کھانا میسر ہوتا ہے اور بعض آستانوں میں دن رات لنگر جاری رہتا ہے۔ ایسے ادارہ کی افادیت اور اچھائی سے بھلا کون انکار کرسکتا ہے جس میں بیک وقت ایسی خوبیاں موجود ہوں، جہاں سے لوگ جسمانی و روحانی شفا پاتے ہوں، دنیا وآخرت کا چین و سکون حاصل کرتے ہوں اور جہاں سے بلا لحاظ مذہب وملت ہمدردی ورواداری کو فروغ

دیا جاتا ہو، بلاشبہ ایسے مقامات امن کے گہوارے ہی کہلائے جاتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ خانقاہیں امن کے ایسے مراکز ہیں جہاں ٹوٹے ہوئے دلوں کواسطرح جوڑ دیا جاتا کہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ کبھی ٹوٹے بھی تھے۔

بزرگان دین ان فلاح و بہبود پر مشتمل امور کے اجراء میں اپنے شخصی مفاد اور دنیوی منفعت کو کبھی مد نظر نہیں رکھا کرتے محض رضائے الٰہی کی خاطر خدمت خلق میں مصروف رہتے ہیں اور قوم وملت کی صلاح وفلاح اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں اپنے شب وروز گزارا کرتے ہیں۔

حضرت ابو الحسنات محدث دکن علیہ الرحمہ، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نقل فرماتے ہیں: انسان کا دل خوش کرنا اور اسکی دلجوئی اور راحت رسانی افضل ترین عمل اور تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ (مواعظ حسنہ، ج۲، ص۱۸۱)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حکایت

حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں:

ایک بادشاہ تھا، جسے تارانی کہتے تھے، اُسے بغاوت کرکے قتل کردیا گیا، تارانی کو حضرت شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی، اس کی جگہ دوسرے شخص کو بادشاہ بنادیا گیا' اس نئے بادشاہ کے سامنے ایک ساعی مقرر کیا گیا، جسے حضرت شیخ سیف الدین باخرزی سے عداوت تھی، جب اسے بات کرنے کا موقع ملا تو بادشاہ سے کہنے لگا، اگر چاہتے ہو کہ آپ کی حکومت قائم رہے تو شیخ سیف الدین کو ختم کردیجئے، سلطنت میں پہلی تبدیلی اُنہی کی وجہ سے ہوتی ہے، بادشاہ نے یہ بات سن کر اسی کو کہا کہ تم ہی جاؤ! جس طرح مناسب سمجھو شیخ کو ادھر لے آؤ، وہ آدمی گیا اور شیخ کو بڑی بے ادبی سے دربار میں لایا، (شاید گلے میں پگڑی ڈال کر لایا یا کسی اور طرح ہتک کرکے لایا،)

غرضکہ جب شیخ اندر داخل ہوئے، جوں ہی بادشاہ کی نظران پر پڑی، نہ جانے اسے خدا نے کیا جلوہ دکھایا، وہ فوراً تخت سے نیچے اترا اور بڑی معذرت کرکے شیخ کے قدموں کو چھوا، بوسہ دیا اور بڑے مؤدبانہ طریقہ سے معذرت کی کہ میں نے یوں ہرگز نہ کہا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ شیخ گھر کو لوٹ آئے، اگلے دن بادشاہ نے اس ساعی کو ہاتھ پاؤں باندھ کر شیخ کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے اسے قابل گردن زدنی قرار دے دیا ہے، اب آپ کے پاس بھیج رہا ہوں، جس طرح سے چاہیں اسے ٹھکانے لگائیں! جوں ہی شیخ نے اسے یوں جکڑے ہوئے پایا، فوراً اس کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے، اسے اپنا لباس پہنایا اور کہا: آج تم وعظ میں میرے ساتھ چلو۔ اس دن دوشنبہ تھا، حسب وعدہ شیخ وعظ کے لئے مسجد میں آئے، جب منبر پر چڑھے تو یہ شعر پڑھا۔ (بیت......) ترجمہ: جنہوں نے ہمارے ساتھ بدیاں کیں، اگر ہو سکے تو نیکی کے سوا اور کچھ نہ کروں۔

حضرات! الغرض حضرت شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ نے اس شخص کو معاف کردیا، اگرچہ کہ اس نے آپ سے بدتمیزی کی، قتل کا ناپاک ارادہ کیا، بے آبرو کرنے کی کوشش کی اور آپ کے ساتھ برائی کی لیکن حضرت نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور اس کے ساتھ نیکی سے پیش آئے، وہ شخص تو دل دکھایا تھا' لیکن آپ نے یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ دشمن کا دل دکھے اور وہ تکلیف میں رہے، آپ نے اس کے ساتھ خیر کا برتاؤ اور راحت کا معاملہ فرمایا۔ (ملخص از: سیر الاولیاء، ص581 تا582)

اولیاء کرام کے ملفوظات ومکتوبات کا بنظر غائر اور گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو ہمیں ایسی ہزاروں مثالیں مل جائیں گی کہ انہوں نے عام انسانوں مسکینوں، فقیروں، دردمندوں کے دکھ بانٹے ہیں، رضائے الٰہی وخوشنودیٔ خداوندی کے حاصل کرنے کی خاطر ان کی خدمت کی ہے۔

یہی وہ بلند کردار اور اخلاقی اقدار ہیں جس کی وجہ سے اولیاء کرام کے ذریعہ عوام کے ہر طبقہ میں امن کی فضا قائم رہی، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہوں، یا خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا شرف الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد باد پا رحمۃ اللہ علیہ ہوں، یا حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوں، یا حضرت قطب دکن شاہ راجو قتال حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نقشبند دکن شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوالحسنات محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا ان کے علاوہ دیگر بزرگان دین، تمام اولیاء کرام اور اہل سلاسل نے ہر طرف امن کو فروغ دینے کی کامیاب سعی فرمائی، اور آج بھی ان اولیاء کرام کی بارگاہیں، وہاں کے پروگرامس اور سرگرمیاں امن وسلامتی کی دعوت دے رہی ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہیکہ ہمیں ان بزرگوں کے دامن کرم سے وابستہ فرمائے اور راحت ورحمت، الفت ومحبت کا پیکر بنائے!

آمین بجاہ سیدنا طه ویس صلی الله تعالی وبارک وسلم علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین والحمد لله رب العالمین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

......کرامت کی حقانیت آیات وآثار کی روشنی میں......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ، وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ،وَعَلٰى مَنْ اَحَبَّهُمْ وَتبعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

اَمَّا بَعْدُ !فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصَّالِحُونَ -صَدَقَ اللهُ الْعَظِيْمُ

برادران اسلام! اللہ تعالی کے وہ برگزیدہ اور مقرب بندے جو اپنی زندگی کا ہر لمحہ یاد خدا کے لئے وقف کر دیتے ہیں، نفسانی خواہشات کو پامال کرتے ہیں، دنیوی لذتوں کو ترک کر کے اپنی ساری توانائیاں دین متین کی تبلیغ واشاعت میں صرف کرتے ہیں، ایسے اولیاء وصالحین کی عظمت ورفعت کا تذکرہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کیا گیا، ان نفوس قدسیہ کے لئے آخرت میں بلند مقامات، اعلی درجات ہیں اور وہ نعمتوں سے سرفراز کئے جائیں گے، لیکن دنیا میں بھی اللہ تعالی ان کی قدر ومنزلت کے اظہار کے لئے خصائص وامتیازات عطا فرماتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

ترجمہ: اور بے شک ہم نے "زبور" میں نصیحت کے بعد یہ لکھ دیا یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔

(سورۃ الانبیاء105)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ "زمین" سے مراد جنت کی زمین ہے،اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے دنیا کی زمین مراد ہے اور علامہ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اولیاء وصالحین' دنیا وآخرت ہر دو کی زمین کے وارث ہوتے ہیں:

يقول تعالى مخبرا عما حتمه وقضاه لعباده الصالحين، من السعادة فى الدنيا والآخرة، ووراثة الأرض فى الدنيا والآخرة-

ترجمہ: اللہ تعالی ان چیزوں سے متعلق بیان فرمارہا ہے جس کا اس نے اپنے نیک بندوں کے لئے قطعی اور حتمی فیصلہ کردیا ہے کہ دنیا وآخرت میں ان کے لئے سعادت ہے اور دنیاوآخرت میں زمین ان کی وراثت ہے-

(تفسیر ابن کثیر،ج5،ص384،سورۃ الانبیاء۔105)

جب اللہ تعالی نے اولیاء کرام وصالحین عظام کو' زمین کا وارث بنادیا تو ان حضرات کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے بااختیار اور صاحب تصرف بنادیتا ہے، پھر ان سے خلافِ عادت کام ظاہر ہوتے ہیں، جنہیں" کرامت" کہا جاتا ہے-

برادران اسلام! آج آپ حضرات کے سامنے" کرامت کی حقانیت' آیات وآثار کی روشنی میں "بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے-

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ "اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں" جیسا کہ فن عقائد میں پڑھائی جانے والی درس نظامی کی مشہور کتاب "شرح عقائد نسفی " کے صفحہ 144 میں مذکور ہے:

وكرامات الاولياء حق-

ترجمہ: اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں-(شرح عقائد نسفی،ص144)

"معجزہ "اور" کرامت" کے درمیان فرق

حضرات!"معجزہ "اور " کرامت"کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ "معجزہ" سے مراد وہ خلاف عادت عمل ہے جو کسی نبی سے ان کی نبوت کی صداقت کی دلیل کے طور پر صادر ہوا ہو-اور''کرامت'' اس خلاف عادت عمل کو کہا جاتا ہے جو نبوت کے دعوے کے بغیر کسی مومن صالح سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور اگر کسی غیر مسلم اور بدعمل سے کوئی خلاف عادت' واقعہ رونما ہوجائے تو اسے "استدراج" کہا جاتا ہے، جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

وكرامته :ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة فما لا يكون مقرونا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجا -وما يكون مقرونا بدعوى النبوة يكون معجزة. (شرح عقائد نسفی،ص144)

ولی کی کرامت' نبی کی عظمت پر دلالت کرتی ہے

عقل وعادت کے خلاف پیش آنے والے اولیاء کرام کے واقعات اور کرامتیں دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عظمت وبزرگی کا تصدق ہوا کرتی ہیں چنانچہ امام نبہانی کی کتاب جامع کرامات الاولیاء کے مقدمہ میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی

رحمہ اللہ سے منقول ہے:

وعن الامام العارف شهاب الدين السهروردی؛انه قال:قد يكون للاولياء انواع من الكرامات :كسماع الهواتف من الهواء ،والنداء من بواطنهم ،وتطوى لهم الارض ،ويعلمون بعض الحوادث قبل تكوينها ببركة متابعتهم الرسول صلى الله عليه واله وسلم - وكرامات الاولياء من تتمة معجزات الانبياء -

ترجمہ :عارف باللہ امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے مروی ہے،آپ نے فرمایا: بیشک اولیاء کرام سے مختلف کرامات کا ظہور ہوتا ہے،جیسے : فضا میں ہاتف غیبی کو سماعت کرتے ہیں،اور باطن سے آواز سنتے اور پہنچاتے ہیں،اور زمین ان کے لئے سمیٹ دی جاتی ہے،اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع وپیروی کی برکت سے واقعات کے رونما ہونے سے قبل ہی انہیں جان لیتے ہیں-اور اولیاء کرام کی کرامات دراصل انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ اور فیض ہوتا ہے-

(مقدمہ جامع کرامت الاولیاء،ص36)

کثرت سے کرامتیں پیش آنے کا سبب

برادران اسلام! اللہ تعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی بنایا،اب کوئی نبی یا رسول نہیں آئیں گے،قیامت تک جتنے لوگ آئیں گے،سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایمان لانے کے محتاج ہوں گے،ظاہر ہے جو لوگ ابھی دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے ان کے لئے ایسے خلاف عادت واقعات کا پیش آنا ضروری ہے جو انہیں

اسلام کی طرف مائل کریں اور ایمان لانے پر آمادہ کریں،اسی وجہ سے اس امت کے اولیاء کرام کی کرامتیں دیگر امتوں کے اولیاء کرام کی کرامتوں سے زیادہ ہیں۔

جیسا کہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

الحكمة فی كثرة كرامات اولياء الامة المحمدية -والله اعلم-اظهار سيادته صلى الله عليه واله وسلم على سائر الانبياء بكثرة معجزاته فی حياته وبعد مماته ولكونه صلى الله عليه واله وسلم خاتم النبيين ، وحبيب رب العالمين ، واستمرار دينه المبين الى قيام الساعة فالحاجة الى اسباب التصديق به مستمرة، ومن اقوى هذه الاسباب كرامات امته التی هی فی الحقيقة من جملة معجزاته صلى الله عليه واله وسلم

ترجمہ: امت محمدیہ علی صاحبھا افضل الصلوۃ والسلام کے اولیاء کرام کی کرامتیں زیادہ ہونے کی حکمت اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے -یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے معجزات کی کثرت کے ذریعہ تمام انبیاء کرام پر آپ کی سیادت وسرداری کا اظہار ہے،کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور رب العالمین کے محبوب ہیں،اور قیامت تک آپ کا دین مبین چلتا رہے گا،اسی وجہ سے ضروری ہے کہ دین کی حقانیت وصداقت کے دلائل بھی ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہیں،اور ان مضبوط ترین دلائل میں آپ کی امت کے اولیاء کی کرامات ہیں،جو درحقیقت آپ ہی کے معجزات کا فیضان ہے۔صلی اللہ علیہ والہ وسلم

(مقدمہ جامع کرامت الاولیاء،ص36)

کرامت کا ثبوت، قرآن کریم سے

پہلی دلیل:

اولیاء کرام وصالحین عظام کی کرامتوں کا تذکرہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے،(سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 37) میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ .

ترجمہ: جب بھی سیدنا زکریا علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس عبادت گاہ میں داخل ہوتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پاتے- آپ نے فرمایا: اے مریم! یہ چیزیں تمہارے لئے کہاں سے آتی ہیں؟ انہوں نے کہا: (یہ رزق) اللہ تعالی کے پاس سے آتا ہے- بیشک اللہ تعالی جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے-

(سورۃ آل عمران 37)

اس آیت کریمہ میں کرامت کی حقانیت کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نبی نہیں تھیں بلکہ ایک ولیہ تھیں، اور جب بھی حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لے جاتے تو ملاحظہ فرماتے کہ وہاں مختلف قسم کے پھل موجود ہیں، گرما کے موسم میں سرما کا پھل میسر ہوتا اور سرما کے موسم میں گرما کا پھل موجود ہوتا-

اسی طرح بغیر موسم کے پھل کا ہونا اور غیب سے رزق کا آنا یہ حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت ہے-

دوسری دلیل:

سورۂ کہف کی آیت نمبر 25 میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا قُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا

ترجمہ: اور وہ (اصحاب کہف) اپنے غار میں تین سو سال ٹھہرے رہے اور انہوں نے اس پر نو سال زیادہ کئے- آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت ٹھہرے رہے-

(سورۃ الکھف 25،26)

حضرات! یہاں اصحاب کہف کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ اللہ کے وہ نیک بندے تین سو نو (309) سال تک غار میں رہے، ان کے جسموں پر تغیر وتبدیلی نہ آئی، اس عرصۂ دراز تک نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ پیا، انسانی جسم کا تقاضہ کھانا پینا ہے، کوئی شخص بغیر کھائے پیئے سالوں سال بسر کرنا تو درکنار کچھ ہفتے یا مہینے نہیں گزار سکتا، لیکن اصحاب کہف نے تین سو نو سال کی طویل مدت گزاری،

یہ اللہ تعالی کی عظیم قدرت سے اصحاب کیف کی کرامت ہے کہ انہوں نے تین سو نو (309) سال کا طویل عرصہ غار میں بغیر کچھ کھائے، پیئے گزارا، ان کے جسم سلامت رہے، اور ان کے در پر رہنے والا کتا بھی محفوظ رہا-

تیسری دلیل:

سورۂ کہف کی آیت نمبر (17) میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ

اور آپ سورج کو دیکھیں گے کہ جب وہ نکلتا ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب ہٹ کر گزرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے اور وہ (اصحاب کہف) غار کے کشادہ حصہ میں ہیں۔ یہ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے۔

(سورۃ الکہف 17)

برادران اسلام! یہ ایک حقیقت ہیکہ سورج اپنے ایک مقررہ نظام کے تحت گردش کرتا ہے، نکلنے اور ڈوبنے کے نظام میں نہ ایک سکنڈ کے لئے دیر کرتا ہے اور نہ ایک سینٹی میٹر یا ایک ملی میٹر ہٹ کر طلوع ہوتا ہے، یہ قدرتی نظام ہے، اس کے باوجود اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو یہ کرامت و بزرگی عطا فرمائی۔

اس آیت کریمہ میں اصحاب کہف کی ایک اور کرامت کا ذکر ہے کہ جتنا عرصہ انہوں نے غار میں گزارا اتنے عرصہ تک سورج نے اپنی روش کو تبدیل کردیا، جب وہ طلوع ہوتا تو دائیں جانب ہوجاتا اور جب غروب ہوتا تو بائیں جانب ہوکر غروب ہوتا، اسی طرح سورج کی شعاعیں ان پر نہ پڑتیں۔

سورج کا اپنے مقررہ نظام سے ہٹ کر اس طرح طلوع وغروب ہونا قدرت خداوندی کی دلیل اور اصحاب کہف کی کرامت ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

وكان ذلك فعلاً خارقاً للعادة وكرامة عظيمة خص الله بها أصحاب الكهف.

سورج کا اس طرح طلوع اور غروب ہونا ایک خلاف عادت واقعہ ہے اور وہ عظیم کرامت ہے جسے اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو عطا فرمائی۔

(تفسیر کبیر، سورۃ الکہف، 17)

چوتھی دلیل:

سورۃ النمل کی آیت نمبر (40) میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي

ترجمہ: (حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں) ایک شخص نے عرض کیا، جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اس (تختِ بلقیس) کو آپ کے پاس لاسکتا ہوں، اس سے قبل کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب (سلیمان علیہ السلام) نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا پایا تو فرمایا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

(سورۃ النمل 40)

حضرات! اس آیت کریمہ میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی "آصف بن برخیا" کی کرامت کا ذکر کیا گیا ہے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کون ایسا شخص ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے ان کے تخت کو میرے پاس لے آئے؟ تو جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا کہ آپ اپنے مقام سے اٹھنے سے قبل میں اسے آپ

کے پاس لاسکتا ہوں- آپ نے فرمایا: مجھے وہ تخت اور جلد چاہیئے ! تب حضرت آصف بن برخیا نے اجازت چاہی اور پلک جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں وہ تخت لے کر حاضر ہوگئے-

وہ تخت سونے کا بنا ہوا تھا،جس پر یاقوت ،زبرجد اور موتیاں جڑی ہوئی تھیں، وہ تخت سات محلوں میں سے اندر کے محل میں محفوظ رکھا ہوا تھا، دروازوں پر قفل تھے، پہرے دار نگرانی کر رہے تھے، یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ اس قدر وزنی اور محفوظ تخت کو لمحہ بھر میں ایک ملک سے دوسرے ملک لایا جا سکے، حضرت آصف بن برخیا نے لمحہ بھر میں اس بھاری اور وزنی تخت کو ملک یمن سے ملک شام میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت پیش کردیا-

جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بہ تفصیل بیان فرمایا ہے-

وكان من ذهب مُفصَّص بالياقوت والزبرجد واللؤلؤ -فجعل فی سبعة أبيات، بعضها فی بعض، ثم أقفلت عليه الأبواب ...حتى إذا دنت جمع من عنده من الجن والإنس، ممن تحت يديه، فقال :(يا أيها الملأ أيكم يأتينی بعرشها قبل أن يأتونی مسلمين) .قال عفريت من الجن أنا آتيک به قبل أن تقوم من مقامک وإنی عليه لقوی أمين ... فلما قال سليمان :أريد أعجل من ذلک، (قال الذی عنده علم من الكتاب) قال ابن عباس :وهو آصف كاتب سليمان .وكذا روى محمد بن إسحاق، عن يزيد بن رومان :أنه آصف بن برخياء ...وسأله أن يأتيه بعرش بلقيس -وكان فی اليمن، وسليمان عليه السلام ببيت

المقدس-(تفسیر ابن کثیر، ج 6،ص 193-191،سورۃ النمل40:)

برادران اسلام! کرامت کی حقانیت اور اس کا ثبوت قرآن کریم کی آیات سے پیش کیا گیا، اب احادیث وآثار کی روشنی میں چند کرامتیں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے- صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِی وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِی يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِی يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِی يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِی يَمْشِی بِهَا،

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں، اور میرا بندہ میری بارگاہ میں کسی چیز کے ذریعہ تقرب حاصل نہیں کیا جو اس فرض سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس کے ذمہ کیا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں' پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کے پیر ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے-

وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ .

اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور بضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو ضرور بضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں-اور میں کسی چیز کو کرنا چاہوں تو اس سے توقف نہیں کرتا، جس طرح مومن کی جان لینے سے توقف کرتا ہوں جبکہ وہ موت کو ناپسند کرے، اور میں اس کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع. حدیث نمبر 6502)

حضرات! اس حدیث قدسی سے اولیاء کرام وصالحین امت کی عظمت وجلالت کا اظہار اوران کی کرامت کا بیان ہورہا ہے کہ جب ان کی سماعت وبصارت، کلام وحرکت کے پیچھے قدرت الٰہی کارفرما ہے تو وہ اپنے کان سے قریب کی بھی سنتے ہیں اور دور کی بھی، اپنی آنکھ سے قریب کو بھی دیکھ لیتے ہیں اور دور کو بھی، اپنے ہاتھ میں غیر معمولی قوت رکھتے ہیں، اپنے پیر میں زبردست طاقت رکھتے ہیں، اسی وجہ سے اولیاء کرام اپنی قوت سماعت سے وہ آواز سنتے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے، اپنی آنکھوں سے وہ منظر دیکھتے ہیں جسے عام نگاہ نہیں دیکھ سکتی، اپنے ہاتھوں میں گرفت ودستگیری کی وہ قوت رکھتے ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہوتی، وہ اپنا زور قدم اس طور پر رکھتے ہیں تو آن واحد میں کئی منازل طے کرلیتے ہیں۔

یہ حدیث شریف بھی کرامت کی حقانیت پر دلالت کررہی ہے-

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ وصال کے بعد میرے

جنازہ کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حجرۂ مبارک کے سامنے رکھ کر سلام عرض کرنا اور معروضہ کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ابوبکر حاضری کی اجازت چاہتا ہے! اگر خود بخود مبارک دروازہ کھل جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن کرنا ورنہ بقیع شریف میں لے جانا، چنانچہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ کے جنازہ مبارک کو حجرۂ مبارک کے سامنے رکھا گیا، جیسا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں نقل فرمایا ہے:

أنه لما حملت جنازته إلى باب قبر النبي صلى الله عليه وسلم ونودي السلام عليك يا رسول الله هذا أبو بكر بالباب فإذا الباب قد انفتح وإذا بهاتف يهتف من القبر ادخلوا الحبيب إلى الحبيب ،فان الحبيب الى الحبيب مشتاق.

ترجمہ: جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے پاس رکھ کر عرض کیا گیا: السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابوبکر دراقدس پر حاضر ہیں، تو کیا دیکھتے ہیں کہ خود بخود دروازہ کھل گیا اور روضہ اطہر سے یہ آواز سنائی دی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ! بے شک حبیب اپنے حبیب سے ملنے کا مشتاق ہے۔

-(تفسیر کبیر، سورۃ الکہف 9)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

امام بیہقی کی دلائل النبوۃ، مشکوۃ المصابیح اور زجاجۃ المصابیح میں روایت ہے:

عن ابن عمر ، أن عمر بعث جيشا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر کو روانہ فرمایا

وأمر عليهم رجلا يدعى سارية فبينما عمر رضى الله عنه يخطب فجعل يصيح :يا سارى ، الجبل ، فقدم رسول من الجيش فقال :يا أمير المؤمنين ، لقينا عدونا فهزمونا ، فإذا صائح يصيح :يا سارى ، الجبل ، فأسندنا ظهورنا إلى الجبل فهزمهم الله-

اور اس لشکر پر ایک صاحب کو امیر مقرر کیا جنہیں "ساریہ " کہا جاتا ہے۔اس دوران کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ آپ نے فرمایا: ساریہ! پہاڑ کے دامن میں آجاؤ!اس کے بعد لشکر کے ایک قاصد آئے اور انہوں نے کہا:اے امیر المؤمنین!ہم نے اپنے دشمن سے مقابلہ کیا،وہ ہمیں شکست ہی دے چکے تھے کہ ہم نے کسی آواز دینے والے کی آواز سنی":اے ساریہ! پہاڑ کے دامن میں آجاؤ"!تو ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی جانب کردیا اور اللہ تعالی نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی ، جماع أبواب إخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکوائن بعدہ،حدیث نمبر 2655- : مشکوۃ المصابیح،باب الکرامات،الفصل الثالث-زجاجۃ المصابیح،باب الکرامات)

برادران اسلام!یہ روایت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کئی ایک کراماتوں پردلالت کرتی ہے،آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں رہ کر دوردراز کے مقام "نہاوند" میں ہونے والے معرکہ کا مشاہدہ فرمایا،دوسری کرامت یہ ہے کہ آپ نے اپنی آواز وہاں تک پہنچائی،جہاں کسی آلہ سے مدد لئے بغیر محض انسانی طاقت کی بنیاد پرآواز پہنچانا ممکن نہیں،تیسری کرامت یہ ہے کہ معرکہ میں موجود تمام

افراد نے آپ کی آواز سنی،اور چوتھی کرامت یہ ہے کہ آپ کی برکت سے فتح ونصرت ان کے شامل حال رہی،اور وہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے،جیسا کہ ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں:

فيه أنواع من الكرامة لعمر كشف المعركة وإيصال صوته وسماع كل منهم لصيحته وفتحهم ونصرهم ببركته

اس واقعہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مختلف کرامتیں ہیں: معرکہ کو دیکھنا،اپنی آواز پہنچانا،لشکر کا آپ کی آواز سننا اور آپ کی برکت سے ان کا فتحیاب ومنصور ہونا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،کتاب الفضائل والشمائل،باب فی المعجزات)

حضرات!سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی صرف یہی کرامت نہیں کہ آپ میلوں دور رہنے والی قوم کو آواز دیتے ہیں تو وہ آپ کی مبارک آواز سنتے ہیں بلکہ آپ نے مدینۂ طیبہ میں رہ کر مصر میں بہنے والے دریائے "نیل" کو بذریعہ خط خطاب فرمایا تو وہ دریا بھی آپ کا حکم مان لیا ہے،جیسا کہ امام طبری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل کی ہے:

ويروى أن مصر لما فتحت أتى أهلها عمرو بن العاص وقالوا له إن هذا النيل يحتاج في كل سنة إلى جارية بكر من أسن الجوارىفنلقيها فيه وإلا فلا

جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے باشندے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے:بیشک یہ دریائے نیل ہر سال ایک نوجوان دوشیزہ کا محتاج ہوتا ہے،اور ہم اس میں ایک لڑکی کو ڈالتے ہیں،اگر ہم ایسا نہ کرینگے

يجري وتخرب البلاد وتقحط، فبعث عمرو إلى أمير المؤمنين عمر يخبره بالخبر فبعث إلى عمر ":الإسلام يجب ما قبله ثم بعث إليه بطاقة قال فيها " :بسم الله الرحمن الرحيم، إلى نيل مصر من عبد الله عمر بن الخطاب .أما بعد فإن كنت تجري بنفسك فلا حاجة بنا إليك، وإن كنت تجري بالله فاجر على اسم الله . "وأمره أن يلقيها في النيل فجرى في تلك الليلة ستة عشر ذراعاً، وزاد على كل سنة ستة أذرع.

تو دریا نہیں بہے گا، جس کے نتیجہ میں شہر ویران ہوجائینگے اور لوگ قحط سے دوچار ہوجائینگے-یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ نے امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں اس کی اطلاع کروائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے پیغام روانہ کیا کہ اسلام سابقہ برائیوں کو باطل قرار دیتا ہے-اور ان کی جانب ایک پرچی روانہ فرمائی، جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا": اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے-اللہ کے بندہ عمر بن خطاب کی جانب سے مصر کے دریائے نیل کے نام"!امابعد!اے دریا!اگر تو اپنی مرضی سے رواں ہے تو ہمیں تیری حاجت وضرورت نہیں، اور اگر تو اللہ تعالی کے حکم سے بہتا ہے تو اللہ تعالی کے حکم سے جاری ہوجا!(خط تحریر ہونے کے بعد) آپ نے حکم فرمایا کہ اس تحریر کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے، جب آپ کا حکم نامہ دریا میں ڈالا گیا تو وہ اسی رات سولہ(16) گز کی بلندی سے جاری ہوگیا اور ہر سال چھ(6) گز اضافہ بلندی سے بہنے لگا-

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الثانی فی مناقب أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب، ذکر کراماتہ ومکاشفاتہ)

برادران اسلام!اگر دریا کے پانی کا کوئی مسئلہ ہوتو کوئی بھی شخص دریا کو تحریر یا خط روانہ نہیں کرتا، اگر کوئی کسی دریا کے نام خط لکھ دے تو اس کے بارے میں توقع بھی نہیں کی جاتی کہ دریا اس خط کے مطابق بہنے لگ جائیگا، اور ان کی ضرورت پورا کریگا۔

لیکن یہاں معاملہ عادت اور معمول کے خلاف، عقل وفہم کے مغائر ہے، یہ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت ہے کہ دریا کے نام خط روانہ بھی فرماتے ہیں، اور وہ تحریر کردہ حکم کی تعمیل بھی کرتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

حضرات! سیدنا عثمان غنی، ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کی بے شمار کرامات ہیں، جن میں یہاں ایک کرامت ذکر کی جارہی ہے، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی " تفسیر کبیر "میں راویت ہے:

أن جهجاها الغفاري انتزع العصا من يد عثمان وكسرها على ركبته فوقعت الأكلة في ركبته .

ترجمہ: جہجاہ غفاری نامی ایک شخص نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دست مبارک سے عصا چھین لیا اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا تو اس کے گھٹنے میں پھوڑا ہوگیا -

(تفسیر کبیر، سورۃ الکھف-9)

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب "الشفا" میں اور امام نبھانی کی کتاب "جامع کرامات الاولیاء" میں مذکور ہے کہ اسی پھوڑے کی وجہ سے اس شخص کی

موت واقع ہوئی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ج2: ص-57 جامع کرامات الاولیاء، ج1: ص151)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

تفسیر کبیر، تفسیر نیشاپوری اور تفسیر السراج المنیر میں روایت منقول ہے:

فیروی أن واحداً من محبیه سرق وکان عبداً أسود فأتی به إلی علی فقال له :أسرقت؟ قال نعم .فقطع یده فانصرف من عند علی علیه السلام فلقیه سلمان الفارسی وابن الکرا ، فقال ابن الکرا من قطع یدک فقال أمیر المؤمنین ویعسوب المسلمین وختن الرسول

روایت بیان کی گئی ہے کہ سیدنا علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے چاہنے والوں میں ایک شخص نے چوری کی اور وہ ایک سیاہ فام غلام تھے، انہیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے چوری کی؟ انہوں نے کہا: ہاں، تو آپ نے ان کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا، پھر وہ صاحب جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس سے واپس ہوئے تو سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن الکرا سے ملاقات ہوئی، ابن الکرا نے کہا : تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ انہوں نے کہا : میرا ہاتھ امیر المؤمنین ہمسلمانوں کے رئیس اعظم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داماد،

وزوج البتول فقال قطع یدک وتمدحه؟ فقال :ولم لا أمدحه وقد قطع یدی بحق وخلصنی من النار! فسمع سلمان ذلک فأخبر به علیاً فدعا الأسود ووضع یده علی ساعده وغطاه بمندیل ودعا بدعوات فسمعنا صوتاً من السماء ارفع الرداء عن الید فرفعناه فإذا الید قد برأت بإذن الله تعالی وجمیل صنعه .

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے خاوند نے کاٹا۔انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے تمہارے ہاتھ کاٹے اور تم ان کی تعریف کررہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی تعریف کیوں نہ کروں؟ آپ نے تو حق کی بنیاد پر میرا ہاتھ کاٹا ہے، اور مجھے جہنم سے آزاد کیا ہے، جب سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ سنا تو آپ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کو اس واقعہ کی خبر دی، تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سیاہ فام شخص کو بلایا اور اپنا مبارک ہاتھ ان کے بازو پر رکھا، اور دستی سے اسے ڈھانک دیا، اور کچھ دعائیں فرمائیں، راوی کہتے ہیں: اچانک ہم نے آسمان سے آواز سنی "ہاتھ سے کپڑا اٹھادو! تو ہم نے اسے اٹھادیا، کیا دیکھتے ہیں کہ ہاتھ اللہ تعالی کے حکم اور اس کی حسن عقیدت سے شفا پا گیا-

(تفسیر کبیر، سورۃ الکھف -9: تفسیر النیسابوری، سورۃ الکھف9: ، ج5: ص -69 تفسیر السراج المنیر ،ج1: وص2227)

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

شواہد النبوۃ میں امام عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے:

سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کے موقعہ پر مکہ معظّمہ پیدل تشریف لے جارہے تھے تو آپ کے قدم مبارک میں ورم آ گیا، آپ کے خادم نے عرض کیا کہ آپ کسی سواری پر سوار ہوجائیں تا کہ قدموں کی سوجن کم ہوجائے ، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی درخواست قبول نہ فرمائی اور فرمایا : جب اپنی منزل پر پہنچوتو تمہیں ایک حبشی ملیگا ، اس سے تیل خرید لینا ، آپ کے غلام نے کہا : ہم نے کسی بھی جگہ کوئی دوا نہ پائی اور جب اپنی منزل پر پہنچے تو حضرت نے فرمایا: یہ وہ غلام ہے جس کے بارے میں تم سے کہا گیا ، جاؤ! اس سے تیل خریدو اور قیمت ادا کردو! غلام جب تیل خرید نے کے لئے حبشی کے پاس گیا اور تیل پوچھا تو حبشی نے کہا : کس کیلئے خرید رہے ہو؟ غلام نے کہا : حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تو حبشی نے کہا : مجھے آپ کے پاس لے چلو ، میں آپ کا غلام ہوں ، جب حبشی حضرت کے پاس آیا تو عرض کیا : میں آپ کا غلام ہوں تیل کی قیمت نہیں لونگا ، بس میری بیوی کیلئے دعا فرمایئے ، وہ دردِ زِہ میں مبتلا ہے اور دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ صحیح الاعضاء بچہ عطا فرمائے ، حضرت نے فرمایا: گھر جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہیں ویسا ہی بچہ عطا فرمائیگا؛ جیسا تم چاہتے ہو اور وہ ہمارا پیروکار رہے گا ، حبشی گھر پہنچا تو گھر کی حالت ویسی ہی پائی جیسی سنی تھی ۔ (شواہد النبوۃ ، ص302)

حضرات ! اس روایت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کئی کرامتیں مذکور ہیں : ایک کرامت یہ کہ ورم کم ہونے کی دوا کہاں اور کس کے پاس ملے گی؟ آپ نے پہلے ہی بتایا ، دوسری یہ کہ حبشی کو صحیح وسالم لڑکا ہونے کی دعا فرمائی اور دعا کی برکت کا ویسا ہی ظہور ہوا ، تیسری کرامت یہ ہے کہ وہ لڑکا کیسا ہوگا اس کی بھی خبر عطا فرمائی کہ وہ تابعدار وفرمانبردار ہوگا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے سبل الہدی والرشاد میں روایت نقل فرمائی ہے

وروی ابن ابی الدنیا عن العباس بن هشام بن محمد الکوفی عن ابیه عن جده، قال :کان رجل یقال له زرعة شهد قتل الحسین رضی الله تعالی عنه -فرمی الحسین -رضی الله تعالی عنه -بسهم فاصاب حنکه، وذلک ان الحسین -رضی الله تعالی عنه -دعا بماء لیشرب، فرماه فحال بینه وبین الماء فقال -رضی الله تعالی عنه :-اللهم ظمه، فحدثنی من شهد موته، وهو یصیح من الحر فی بطنه، ومن البرد فی ظهره وبین یدیه الثلج والمراوح، وخلفه، الکانون،

ترجمہ : حضرت ابن ابی الدنیا نے حضرت عباس بن ہشام بن محمد کوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے روایت کی ہے ، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں : زرعہ نامی ایک شخص میدان کربلا میں تھا ، امام حسین رضی اللہ عنہ پر اس وقت ایک تیر پھینکا جب آپ نے پینے کیلئے پانی طلب فرمایا اور نوش فرمانا چاہا ، وہ تیر آپ کے اور پانی کے درمیان حائل ہوکر حلق میں پیوست ہوگیا ، امام عالی مقام نے دعا کی مولیٰ اس کو پیاسا کردے ، راوی نے کہا: اس کی موت کے وقت وہاں موجود عینی شاہد نے کہا: اس شخص کے پیٹ میں گرمی ، پیٹھ میں سردی ہونے لگی ، جس کے سبب وہ چیخنے اور چلانے لگا ، جبکہ اس کے سامنے برف اور پنکھا اور پیچھے انگیٹھی موجود تھی ،

وهو يقول :اسقوني، اهلكني العطش، فيؤتى بالعسل العظيم، فيه السويق والماء واللبن، لو شربه خسمة لكفاهم، فيشربه فيعود، ثم يقول :اسقوني اهلكني العطش فانقد بطنه كانقداد البعير .

وہ کہتا رہا: مجھے پانی پلاؤ! پیاس نے مجھے ہلاک کردیا، تو اسکے پاس ستو، پانی، دودھ ملا ہوا اتنا شہد لایا جاتا جو پانچ آدمی کو کافی ہوتا تو وہ سب کچھ کھالیتا، پھر یہی کہتا: مجھے سیراب کرو! پیاس نے مجھے ہلاک کردیا، پھر اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح چر گیا۔

(سبل الہدی والرشاد ،الباب الثانی عشرفی کرامات حصلت لہ ، ج 11ص79)

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

امام محمد بن علی صبان رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اسعاف الراغبین میں روایت نقل کی ہے:

ان عبد الملك ابن مروان حمله من المدينة مقيدا مغلولا فی اثقل قيود واغلال. فدخل عليه الزهری لوداعه فبكی وقال :وددت انی فی مكانك .فقال اتظن ان ذلك يكربنی ؟لو شئت لما كان !وانه ليذكرنی عذاب الله .

جس وقت عبدالملک بن مروان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے وزنی زنجیروں اور بیڑیوں میں قید کرکے لے جارہا تھا اس وقت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو وداع کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور روتے ہوئے کہنے لگے، اے کاش! کہ میں آپ کی جگہ ہوتا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ مجھے تکلیف پہنچاتی ہے ،اگر میں چاہوں تو ایسا کبھی نہ ہوتا، بات بس اتنی ہے کہ یہ مجھے اللہ کی یاد دلاتی ہے کہ اس کا مواخذہ کیسا ہوگا۔

ثم اخرج يديه ورجليه من القيد ثم اعادها .

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو قید سے نکال دیا اور دوبارہ واپس ڈال دیا۔

(اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفی وفضائل اھل بیتہ الطاھرین،ص239)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت

حضرت شیخ مؤمن بن حسن الشبلنجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار" میں نقل فرمایا ہے:

قال الشيخ الدميری فی "حياة الحيوان" ايضا روينا بالسند الصحيح ان الشيخ عبد القادر الجيلی قدس الله روحه جلس يوما يعظ وكانت الريح عاصفة فمرت علی مجلسه حدأة طائرة فصاحت فشوشت علی الحاضرين ماهم فيه ،فقال الشيخ :يا ريح !خذی رأس هذه الحدأة،فوقعت لوقتها فی ناحية ورأسها فی ناحية،فنزل الشيخ عن الكرسی واخذها بيده

ترجمہ: حضرت شیخ دمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "حیاۃ الحیوان" میں فرمایا کہ ہم نے سند صحیح کے ساتھ روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک مرتبہ وعظ فرمارہے تھے کہ اس وقت ہوا تیز چل رہی تھی، اچانک آپ کی مجلس کے اوپر سے ایک چیل گزری، اور آوازیں کرنے لگی، حاضرین میں تشویش پیدا ہوگئی، تب حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ہوا کو حکم فرمایا: اے ہوا! اس چیل کی گردن کو اڑا دے! تو اسی لمحہ اس کا جسم ایک کونہ میں گرا اور سر دوسرے کونہ میں ،آپ اپنی کرسی سے نیچے تشریف لائے اور اپنے ایک مبارک ہاتھ سے اسے پکڑا،

وامر یده الاخری علیها،وقال": بسم الله الرحمن الرحیم"فحییت وطارت والناس یشاهدون ذلک -

اور دوسرا دست کرم اس پر پھیرا اور " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " پڑھا تو اسی وقت وہ چیل زندہ ہوگئی اور ہوا میں اڑنے لگی،تمام حاضرین نے اس کا مشاہدہ کیا-

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار،ص260)

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامت

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں ایک شخص ارادت مند بن کر حاضر ہوالیکن وہ آپ کونقصان پہنچانا چاہتا تھا،آپ نے اس کا ارادہ جان لیا اور مسکرا کرفرمایا: درویش،درویشوں کے پاس دل کی صفائی کے لئے حاضر ہوتے ہیں،نہ کہ ظلم کرنے کے لئے،تم جس نیت سے آئے ہو وہ کام کرلو! یہ سن کر وہ شخص فوراًاپنی آستین سے ہتھیار نکال کر پھینک دیا اور توبہ کرکے آپ کا مرید صادق ہوگیا،اور اسی وقت مسلمان ہوگیا۔یہ کرامت دیکھتے ہی بہت سے افراد مسلمان ہوگئے۔

(سیرالاخیار محفل اولیاء،ص344،345)

حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامت

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "جامع کرامات الاولیاء "میں روایت نقل فرمائی ہے:

وقال الشیخ علاء الدین العطار :کنت عند حضرته فی یوم غیم ،

حضرت شیخ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: میں بادل والے دن حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں حاضر تھا،

فقال لی:هل دخل وقت الظهر؟فقلت له لا،فقال :انظر الی السماء! فنظرت،فلم اجد حجابا اصلا، ورأیت جمیع ملائکة السموات مشتغلین بصلاة الظهر،فقال :ما تقول،هل صار وقت الظهر؟فخجلت مما صدر منی ،واستغفرت منه ،وبقیت مدة وانا اجد لذلک فی نفسی ثقلا عظیما.

آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا نماز ظہر کا وقت شروع ہوچکا ہے؟میں نے عرض کیا: نہیں،تو آپ نے ارشاد فرمایا: آسمان کی طرف دیکھو !جب آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو میں نے کوئی حجاب نہیں پایا،اور میں نے دیکھا کہ تمام آسمانی فرشتے نماز ظہر کی ادائی میں مصروف ہیں،آپ نے ارشاد فرمایا:اب تم کیا کہتے ہو؟ کیا ظہر کا وقت ہوچکا ہے؟ جو کچھ مجھ سے ہوا میں اس پر نادم ہوااور توبہ کی،اور اس کی وجہ سے عرصۂ دراز تک میں اپنے اندر ایک بڑا بوجھ محسوس کرتا رہا-

(جامع کرامات الاولیاء،ج1: ص247)

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کرامت

حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے " حاشیۂ زجاجۃ المصابیح "میں "مرقاۃ المفاتیح"کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے:

وقد نقل مولانا نور الدین عبد الرحمٰن الجامی قدس الله سره السامی فی کتابه نفحات الأنس فی حضرات القدس

ترجمہ:حضرت نور الدین عبد الرحمٰن جامی قدس اللہ سرہ السامی نے اپنی کتاب "نفحات الانس فی حضرات اصحاب القدس"میں

عن بعض المشائخ أنه قرأ القرآن من حين استلم الحجر الأسود والركن الأسعد إلى حين وصول محاذاة باب الكعبة الشريفة والقبلة المنيفة وقد سمعه ابن الشيخ شهاب الدين السهروردی منه كلمة كلمة وحرفا حرفا من أوله إلى آخره قدس الله أسرارهم ونفعنا ببركة أنوارهم .

ایک بزرگ سے روایت نقل کی کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام کے وقت قرآن کریم کی تلاوت شروع کی اور باب کعبہ کے روبرو آنے تک مکمل قرآن کریم تلاوت فرمالیا - حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے فرزند نے اپنے والد گرامی سے اتنے ہی وقفہ میں مکمل قرآن کریم ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف شروع سے آخر تک سماعت کیا۔

(حاشیۂ زجاجۃ المصابیح، ج4-،ص81، باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام)

الحمدللہ کرامت کی حقانیت کو قرآن کریم کی آیات، احادیث وآثار کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کی گئی اور خلفاء راشدین، حضرات حسنین کریمین اور ائمہ اربعہ طریقت کی کرامات مستند کتابوں سے ذکر کرنے کی عزت حاصل کی گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقائد اہل سنت وجماعت پر تادم زیست قائم ودائم رکھے اور حضرات اولیاء کرام کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیدنا طه ویس. صلى الله تعالى وبارك وسلم على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين والحمد لله رب العالمين.

❁❁❁❁❁

نوٹ : خطبۂ اولی کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمالیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگادیئے گئے ہیں۔

......خطبۂ ثانیہ......

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهٖ وَكَفَرَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَابِيْحِ الْغُرَرِ۔__ اَمَّا بَعْدُ!

فَيَاعِبَادَ اللّٰهِ! اِتَّقُوا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُوْلِ الْخَبَرِ، وَانْتَهُوْا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرَ، حَافِظُوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُوْرِ الْجُمَعِ وَالْجَمَاعَةِ. وَاعْلَمُوْا! اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَكُمْ بِاَمْرٍ بَدَاَ فِيْهِ بِنَفْسِهٖ، وَثَنّٰى بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهٖ، وَثَلَّثَ بِكُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَرِيَّةِ جِنِّهٖ وَاِنْسِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى فِيْ شَاْنِ نَبِيِّنَا مُخْبِرًا وَاٰمِرًا؛ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ

يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا؛اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
نُوْرِ الْقَلْبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَاَصْحَابِهٖ. فَيَا اَيُّهَا الرَّاجُوْنَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهِجْرَتَيْنِ وَعَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ.فَيَااَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ اِلٰى
رُؤْيَا جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا؛اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ، لَا
سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيْقِ، اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ
بِالتَّحْقِيْقِ، اَلسَّابِقِ إِلَى الْإِيْمَانِ وَ التَّصْدِيْقِ، اَلْمُؤَيَّدِ مِنَ
اللّٰهِ بِالتَّوْفِيْقِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا
اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَعَلَى
الزَّاهِدِ الْاَوَّابِ، اَلنَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ، مُزَيِّنِ
الْمَسْجِدِ وَالْمِنبَرِ وَالْمِحْرَابِ، اَلْمُوَافِقِ رَأْيُهٗ لِلْوَحْيِ
وَالْكِتَابِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِیْ
حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْهُ.وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَانِ،

ذِی النُّوْرَيْنِ وَالْبُرْهَانِ، مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ
الرَّحْمٰنِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.وَعَلٰى اَسَدِ
اللّٰهِ الْغَالِبِ،مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ، اِمَامِ
الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، اَلْخَلِيْفَةِ الرَّاشِدُ اَمِيْرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ
وَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.وَعَلٰى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنِ،
اَلسِّبْطَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ،اَلطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنِ ، اَلْاِمَامَيْنِ
الْهُمَامَيْنِ؛ سَيِّدَيْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ
اللّٰهِ الْحُسَيْنِ، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا. وَعَلٰى
اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ
الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَزْوَاجِ
الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ.وَعَلٰى عَمَّيْهِ
الْمُعَظَّمَيْنِ عِنْدَ اللّٰهِ وَالنَّاسِ، اَلْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الدَّنَسِ
وَالْاَرْجَاسِ، سَيِّدَيْنَا اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِی الْفَضْلِ
الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا.وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ
مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ ،وَالَّذِيْنَ بَايَعُوْهُ تَحْتَ

الشَّجَرَةِ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابٰى وَالْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارُ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ
الْقَرَارُ،رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاَعْلِ كَلِمَةَ
الْحَقِّ وَالدِّيْنَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ،
وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، اَللّٰهُمَّ شَتِّتْ
شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنَ، وَمَزِّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيْدَ الظَّالِمِيْنَ،
اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ
يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ. اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا،
وَانْصُرْنَا وَلَاتَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا،
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ
بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَامَبْلَغَ
عِلْمِنَا،وَلَاغَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا
يَخَافُكَ فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.وَاكْتُبِ
اَللّٰهُمَّ السِّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ عَلَيْنَا وَعَلٰى عَبِيْدِكَ
الْحُجَّاجِ وَالْغُزَاةِ وَالْمُقِيْمِيْنَ وَالْمُسَافِرِيْنَ، فِيْ بَرِّكَ
وَبَحْرِكَ وَجَوِّكَ مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ.اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابَرِىّ

وَالْمُقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِيَّةَ مِنْ اَيْدِىْ الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنَ
رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا
عَذَابَ النَّارِ.اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِيْنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا
وَلِمَشَائِخِنَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ،
وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ،وَالْمُسْلِمِيْنَ
وَالْمُسْلِمَاتِ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، رَبَّنَااِنَّكَ
سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِى
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ،
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.

اُذْكُرُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ، وَادْعُوْهُ عَلٰى
نِعَمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ
اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.

۞۞۞۞۞

...... تعارف ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر ......

زبدۃ المحدثین عارف باللہ حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے موسوم ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر 18 ذی الحجہ 1428ھ م 29 ڈسمبر 2007ء بروز ہفتہ مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہم العالیہ نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ نے قائم فرمایا، الحمد للہ ریسرچ سنٹر حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت محدث دکن علیہ الرحمۃ اور مفکر اسلام مفتی خلیل احمد دامت برکاتہم العالیہ شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کی زیر سرپرستی سرگرم عمل ہے، مشیر اعلی شیخ الحفاظ ڈاکٹر حافظ شیخ احمد محی الدین شرفی دامت برکاتہم العالیہ اور جنرل سکریٹری محترم محمد معین الدین نقشبندی صاحب ہیں۔

ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام اسلامی کتب کی طباعت اور سلگتے موضوعات پر خطابات کے سی ڈیز کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے، عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر ریسرچ سنٹر نے اسلامی ویب سائٹ www.ziaislamic.com بزبان اردو وانگریزی لانچ کی ہے جو درج ذیل اہم امور پر مشتمل ہے:

★ عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت واخلاق کے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل فتاوی

★ تذکرہ اہل بیت اطہار وصحابہ کرام

★ ائمہ دین وصالحین امت کی حیات عقائد وتعلیمات

★ فکری واعتقادی اور اصلاحی عنوانات پر تحقیقی کتب ★فقہی موضوعات پر

فکر انگیز علمی مقالات

★ دور حاضر کے سلگتے مسائل پر علمی مضامین

★ عصری وسائنسی مسائل کا شرعی حل

★ پرمغز مواد سے مزین اصلاحی وتربیتی ویڈیو، آڈیو خطابات وغیرہ

★ ایک مستقل حصہ دبستان حضرت محدث دکن کے نام سے مختص ہے جس میں حضرت محدث دکن علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصنیفات وتالیفات ،ملفوظات عالیہ اور آپ کے آڈیو مواعظ جلیلہ شامل ہیں ونیز آپ کے جانشین اول عارف باللہ حضرت ابوالبرکات سید خلیل اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ کا آڈیو وعظ مبارک ،شہزادہ ابوالبرکات حضرت ابوالخیرات سید انوار اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری علیہ الرحمہ کے اور موجودہ جانشین حضرت محدث دکن حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے آڈیو بیانات شریفہ ونیز حضرت صدر الشیوخ علیہ الرحمۃ وحضرت شیخ الجامعہ جامعہ نظامیہ کے بیانات بھی موجود ہیں۔محدث دکن سمینار میں پیش کئے گئے مقالات بھی دستیاب ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کی شخصیت حیات وخدمات عقائد وتعلیمات سے متعلق مضامین اور علماء جامعہ نظامیہ کی تصنیفات ونگارشات کے لئے ایک مستقل پیج بنام " گلستان حضرت شیخ الاسلام" بنایا گیا۔

★ ماہ رمضان المبارک کے موقع پر ایک خصوصی صفحہ بنام رمضان اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے جو فضائل رمضان سے متعلق احادیث شریفہ روزہ کے مسائل تراویح کے مسائل

اعتکاف کے مسائل شب قدر، فضائل، احکام اور دعائیں نماز عید کے مسائل واحکام اور صدقۂ فطر کے احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔

★ حج کے موقع پر حج وعمرہ اور زیارت طیبہ کے مسائل واحکام فضائل وآداب، فتاویٰ ومضامین پر مشتمل ایک خصوصی صفحہ بنام حج اسپیشل لانچ کیا جاتا ہے۔

★ خواتین کے لئے مسائل واحکام سے واقفیت اوران کی دینی رہنمائی کے حوالہ سے ایک سیکشن "انجمن خواتین" نام سے مختص کیا گیا۔

بحمدہ تعالیٰ ریسرچ سنٹر کے زیراہتمام درج ذیل شعبہ جات سرگرم عمل ہے: ☆ شعبۂ تحقیق وریسرچ ☆ شعبۂ تعلیم وتدریس ☆ شعبۂ فقہ وافتاء ☆ دارالترجمہ ☆ دارالخطابہ ☆ شعبۂ دعوت وارشاد ☆ شعبۂ نشرواشاعت ☆ کمپوزنگ سنٹر

بفضلہٖ تعالیٰ اس ویب سائٹ سے برصغیر کے علاوہ سعودی عربیہ' UAE' قطر' عمان' ایران' امریکہ' آسٹریلیا' اسپین' برازل' تھائی لینڈ' نیوزی لینڈ' آئرلینڈ' نیدرلینڈ' کینڈا' کویت' اٹلی' بنگلہ دیش' UK' ارپا' جاپان' سویڈن' ملیشیا' ماریشس' رشیا' ڈومینیکن' ری پبلک' ساؤتھ آفریقہ' مورکو' مولدووا' جرمنی' برمودا' سیشل' چیک ری پبلک' چین' فرانس' لبنان' فن لینڈ' ارجنٹینا' سیریا' کولمبیا' سلووَک' ڈنمارک' ناروے' گریس' اسرائیل' ترکی' موزمبیک' بلجیم' سن مارینو' ہنگیری اور دنیا کے مختلف ممالک سے روزانہ ہزاروں افراداستفادہ کررہے ہیں

اس ویب سائٹ پر بحمدہ تعالیٰ جنوری **2010**ء سے فبروری **2011**ء تک 60,06,314 (ساٹھ لاکھ چھ ہزار تین سو چودہ) افراد نے ویزٹ کیا ہے۔

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر،
مصری گنج حیدرآباد، الہند

ph.no:04024469996(6:30 to 10:30 pm)

Website: www.ziaislamic.com

Email:zia.islamic@yahoo.co.in

مستند اسلامی معلومات اور شرعی مسائل کا حل جاننے کے لئے اردو وانگلش زبان میں اسلامی ویب سائٹ

www.ziaislamic.com

ملاحظہ کیجئے